# قوارع القهار علی المجسمة الفجّار ۱۳۱۸ھ

## جسمیتِ باری تعالٰی کے قائل فاجروں پر قہر فرمانے والے (اللہ تعالٰی) کی طرف سے سخت مصیبتیں)

ملقب بلقب تاریخی

ضربِ قہّاری ۱۳۱۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

| | |
|---|---|
| سبحٰنك یا من تعالٰی عما یقول المجسمة الظالمون علوا کبیرا * صلّ و سلم و بارك علی من اتانا بشیرًا و نذیرًا * داعیا الیك باذنك سراجًا منیرًا * وعلٰی اٰله وصحابته واهلسنته وجماعته کثیرا کثیرا۔ | پاک ہے تو اے وہ ذات جو بلند ترین ہے اس بات سے جو جسم ثابت کرنے والے ظالم لوگ کہتے ہیں، رحمت، سلامتی اور برکت فرما اس شخصیت پر جو ہمارے پاس بشیر و نذیر بن کر تشریف لائے اور تیری طرف دعوت دینے والے تیرے حکم سے روشن چراغ ہیں اور اُن کی آل و صحابہ و اہلسنت و جماعت پر کثرت در کثرت سے (ت) |

## اللہ عزّوجل کی تنزیہ میں اہلسنت و جماعت کے عقیدے

**(۱)** اللہ تعالٰی ہر عیب و نقصان سے پاک ہے۔

**(۲)** سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی چیز کی طرف کسی طرح کسی بات میں اصلًا احتیاج للہ

نہیں رکھتا۔

**(۳)** مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔

**(۴)** اس میں تغیر نہیں آسکتا، ازل میں جیسا تھا ویسا ہی اب ہے اور ویسا ہی ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ پہلے ایک طور پر ہو پھر بدل کر اور حالت پر ہو جائے۔

**(۵)** وہ جسم نہیں جسم والی کسی چیز کو اس سے لگاؤ نہیں۔

**(۶)** اُسے مقدار عارض نہیں کہ اِتنا یا اُتنا کہہ سکیں، لمبا چوڑا یا دَلدار یا موٹا یا پتلا یا بہت یا تھوڑا یا گنتی یا تول میں بڑا یا چھوٹا یا بھاری یا ہلکا نہیں۔

**(۷)** وہ شکل سے منزّہ ہے، پھیلا یا سمٹا، گول یا لمبا، تکونا یا چوکھونٹا، سیدھا یا ترچھا یا اور کسی صورت کا نہیں۔

**(۸)** حد و طرف و نہایت سے پاک ہے اور اس معنی پر نا محدود بھی نہیں کہ بے نہایت پھیلا ہوا ہو بلکہ یہ معنی کہ وہ مقدار وغیرہ تمام اعراض سے منزہ ہے، غرض نامحدود کہنا نفی حد کے لیے ہے نہ اثبات بے مقدار بے نہایت کے لیے۔

**(۹)** وہ کسی چیز سے بنا نہیں۔

**(۱۰)** اس میں اجزا یا حصے فرض نہیں کر سکتے۔

**(۱۱)** جہت اور طرف سے پاک ہے جس طرح اُسے دہنے بائیں یا نیچے نہیں کہہ سکتے یونہی جہت کے معنی پر آگے پیچھے یا اُوپر بھی ہرگز نہیں۔

**(۱۲)** وہ کسی مخلوق سے مل نہیں سکتا کہ اس سے لگا ہوا ہو۔

**(۱۳)** کسی مخلوق سے جُدا نہیں کہ اُس میں اور مخلوق میں مسافت کا فاصلہ ہو۔

**(۱۴)** اُس کے لیے مکان اور جگہ نہیں۔

**(۱۵)** اُٹھنے، بیٹھنے، اُترنے، چڑھنے، چلنے، ٹھہرنے وغیرہا تمام عوارض جسم و جسمانیات سے منزّہ ہے۔

محل تفصیل میں عقائد تنزیہہ بے شمار ہیں، یہ پندرہ[۵] کہ بقدر حاجت یہاں مذکور ہوئے اور انکے سوا ان جملہ مسائل کی اصل یہی تین عقیدے ہیں جو پہلے مذکور ہوئے اور ان میں بھی اصل الاصول عقیدہ اولی ہے کہ تمام مطالب تنزیہیہ کا حاصل وخلاصہ ہے ان کی دلیل قرآن عظیم کی وہ سب آیات ہیں جن میں باری عزوجل کی تسبیح وتقدیس و پاکی و بے نیازی و بے مثلی و بے نظیری ارشاد

ہوئی آیات تسبیح خود کس قدر کثیر ووافر ہیں۔ وقال تعالٰی: "اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ"[1]۔ بادشاہ نہایت پاکی والا ہر عیب سے سلامت۔ وقال تعالٰی: "فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ﴿۹۷﴾"[2]۔ بے شک اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔ وقال تعالٰی: "اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ﴿۲۶﴾"[3]۔ بے شک اللہ ہی بے پرواہے سب خوبیوں سراہا، وقال تعالٰی: "لَیۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ"[4]۔ اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔ وقال تعالٰی: "هَلۡ تَعۡلَمُ لَهٗ سَمِیًّا﴿۶۵﴾"[5]۔ کیا تو جانتا ہے اس کے نام کا کوئی، وقال تعالٰی: "وَلَمۡ یَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴿۴﴾"[6]۔ اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔ ان مطالب کی آیتیں صدہا ہیں، یہ آیاتِ محکمات ہیں، یہ اُم الکتاب ہیں، ان کے معنی میں کوئی خفاو اجمال نہیں، اصلاً دقت واشکال نہیں جو کچھ ان کے صریح لفظوں سے بے پردہ روشن وہویدا ہے بے تغیر وتبدیل بے تخصیص وتاویل اس پر ایمان لانا ضروریاتِ دین اسلام سے ہے، وباللہ التوفیق۔

## آیاتِ متشابہات کے باب میں اہلسنت کا اعتقاد

قال اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا):

| | |
|---|---|
| "هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشٰبَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَ ابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِهٖ ۚ وَ مَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؔۘ وَ الرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ یَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ | (موضح القرآن میں اس کا ترجمہ یوں ہے۔ وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں پکی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی، اور دوسری ہیں کئی طرف ملتی، سو جن کے دل ہیں پھرے ہوئے وہ لگتے ہیں ان کے ڈھب والیوں سے، تلاش کرتے ہیں گمراہی اور تلاش کرتے ہیں اُن کی کل بیٹھانی، اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، اور جو مضبوط علم والے ہیں سو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے، اور سمجھائے وہی سمجھے ہیں |

[1] القرآن الکریم ۵۹/ ۲۳

[2] القرآن الکریم ۳/ ۹۷

[3] القرآن الکریم ۳۱/ ۲۶

[4] القرآن الکریم ۴۲/ ۱۱

[5] القرآن الکریم ۱۹/ ۶۵

[6] القرآن الکریم ۱۱۲/ ۴

| | |
|---|---|
| اُولُوا الْاَلْبَابِ۝" [1]۔ | جن کو عقل ہے۔ [2] |

اور اس کے فائدے میں لکھا: اللہ صاحب فرماتا ہے کہ ہر کلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی ہیں جن کے معنی صاف نہیں کھلتے تو جو گمراہ ہو اُن کے معنی عقل سے لگے پکڑنے اور جو مضبوط علم رکھے وہ ان کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھے جو جڑ کتاب کی ہے اس کے موافق سمجھ پائے تو سمجھے اور اگر نہ پائے تو اللہ پر چھوڑ دے کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام ہے [3] **انتہی**۔

**اقول:** (میں کہتا ہوں، ت) بات یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے قرآن مجید اتارا ہے ہدایت فرمانے اور بندوں کو جانچنے آزمانے کو، "یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًاۙ وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًاؕ" [4]۔ اسی قرآن سے بہتوں کو گمراہ فرمائے اور بہتیروں کو راہ دکھائے۔

اس ہدایت وضلالت کا بڑا منشا قرآن عظیم کی آیتوں کا دو قسم ہونا ہے: **محکمات** جن کے معنی صاف بے دقت ہیں جیسے اللہ تعالٰی کی پاکی و بے نیازی و بے مثلی کی آیتیں جن کا ذکر اوپر گزرا، اور دوسری **متشابہات** جن کے معنٰی میں اشکال ہے یا تو ظاہر لفظ سے کچھ سمجھ ہی نہیں آتا جیسے حروفِ مقطعات الم وغیرہ یا جو سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ عزوجل پر محال ہے، جیسے "اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۝" [5]۔ (وہ بڑا مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ت) یا "ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ" [6]۔ (پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ت) پھر جن کے دلوں میں کجی و گمراہی تھی وہ تو ان کو اپنے ڈھب کا پا کر ان کے ذریعہ سے بے علموں کو بہکانے اور دین میں فتنے پھیلانے لگے کہ دیکھو قرآن میں آیا ہے اللہ عرش پر بیٹھا ہے، عرش پر چڑھا ہوا ہے، عرش پر ٹھہر گیا ہے۔ اور آیاتِ محکمات جو کتاب کی جڑ تھیں اُن کے ارشاد دل سے بھلا دیئے حالانکہ قرآن عظیم میں تو استواء آیا ہے اور اس کے معنی چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا، ہونا کچھ ضرور نہیں یہ تو تمہاری اپنی

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۷

[2] موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر ۱۲۱تاج کمپنی لاہور ص ۶۲

[3] موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر ۱۲۱تاج کمپنی لاہور ص ۶۲

[4] القرآن الکریم ۲/ ۲۶

[5] القرآن الکریم ۲۰/ ۵

[6] القرآن الکریم ۷/ ۵۴و۱۰/ ۳ وغیرہ

سمجھ ہے جس کا حکم خدا پر لگا رہے۔"مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ بِہَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ"[1]۔ (اللہ تعالٰی نے اس پر کوئی دلیل نازل نہ فرمائی۔ت) اگر بالفرض قرآن مجید میں یہی الفاظ چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا آتے تو قرآن ہی کے حکم سے فرض قطعی تھا کہ انہیں ان ظاہری معنی پر نہ سمجھو جو ان لفظوں سے ہمارے ذہن میں آتے ہیں کہ یہ کام تو اجسام کے ہیں اور اللہ تعالٰی جسم نہیں مگر یہ لوگ اپنی گمراہی سے اسی معنی پر جم گئے انہیں کو قرآن مجید نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| "الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ زَیۡغٌ"[2]۔ | ان کے دل پھرے ہوئے ہیں۔ |

اور جو لوگ علم میں پکے اور اپنے رب کے پاس سے ہدایت رکھتے تھے وہ سمجھے کہ آیات محکمات سے قطعًا ثابت ہے کہ اللہ تعالٰی مکان وجہت و جسم و اعراض سے پاک ہے بیٹھنے، چڑھنے، بیٹھنے سے منزہ ہے کہ یہ سب باتیں اس بے عیب کے حق میں عیب ہیں جن کا بیان ان شاء اللہ المستعان عنقریب آتا ہے اور وہ ہر عیب سے پاک ہے ان میں اللہ عزوجل کے لیے اپنی مخلوق عرش کی طرف حاجت نکلے گی اور وہ ہر احتیاج سے پاک ہے ان میں مخلوقات سے مشابہت ثابت ہوگی کہ اٹھنا، بیٹھنا، چڑھنا، اترنا، سرکنا ٹھہرنا اجسام کے کام ہیں اور وہ ہر مشابہت خلق سے پاک ہے تو قطعًا یقینًا ان لفظوں کے ظاہری معنی جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں ہر گز مراد نہیں، پھر آخر معنی کیا لیں۔ اس میں یہ ہدایت والے دو روش ہوگئے۔ اکثر نے فرمایا جب یہ ظاہری معنی قطعًا مقصود نہیں اور تاویلی مطلب متعین و محدود نہیں تو ہم اپنی طرف سے کیا کہیں، یہی بہتر کہ اس کا علم اللہ پر چھوڑیں ہمیں ہمارے رب نے آیاتِ متشابہات کے پیچھے پڑنے سے منع فرمایا اور ان کی تعیین مراد میں خوض کرنے کو گمراہی بتایا تو ہم حد سے باہر کیوں قدم دھریں، اسی قرآن کے بتائے حصے پر قناعت کریں کہ "اٰمَنَّا بِہٖ ۙ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ"[3]۔ جو کچھ ہمارے مولٰی کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے محکم متشابہ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے، یہ مذہب جمہور ائمہ سلف کا ہے اور یہی اسلم واولٰی ہے اسے مسلک تفویض و تسلیم کہتے ہیں، ان ائمہ نے فرمایا استواء معلوم ہے کہ ضرور اللہ تعالٰی کی ایک صفت ہے اور کیف مجہول ہے کہ اس کے معنی ہماری سمجھ سے وراء ہیں، اور ایمان اس پر واجب ہے کہ نص قطعی قرآن سے ثابت ہے اور سوال اس سے بدعت

[1] القرآن الکریم ۱۲/ ۴۰

[2] القرآن الکریم ۳ /۷

[3] القرآن الکریم ۳/ ۷

ہے کہ سوال نہ ہوگا مگر تعیین مراد کے لیے اور تعین مراد کی طرف راہ نہیں اور بعض نے خیال کیا کہ جب اللہ عزوجل نے محکم متشابہ دو۲ قسمیں فرما کر محکمات کو "هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ"[1] فرمایا کہ وہ کتاب کی جڑ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے تو آیہ کریمہ نے تاویل متشابہات کی راہ خود بتادی اور ان کی ٹھیک معیار ہمیں سمجھادی کہ ان میں وہ درست وپاکیزہ احتمالات پیدا کرو جن سے یہ اپنی اصل یعنی محکمات کے مطابق آجائیں اور فتنہ وضلال و باطل و محال راہ نہ پائیں۔ یہ ضرور ہے کہ اپنے نکالے ہوئے معنی پر یقین نہیں کرسکتے کہ اللہ عزوجل کی یہی مراد ہے مگر جب معنی صاف وپاکیزہ ہیں اور مخالفت محکمات سے بری ومنزہ ہیں اور محاورات عرب کے لحاظ سے بن بھی سکتے ہیں تو احتمالی طور پر بیان کرنے میں کیا حرج ہے اور اس میں نفع یہ ہے کہ بعض عوام کی طبائع صرف اتنی بات پر مشکل سے قناعت کریں کہ انکے معنی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور جب انہیں روکا جائے گا تو خواہ مخواہ ان میں فکر کی اور حرص بڑھے گی۔

| | |
|---|---|
| ان ابن ادم ؏ لحریص علی مامنع[2] | انسان کو جس چیز سے منع کیا جائے وہ اس پر حریص ہوتا ہے۔ (ت) |

اور جب فکر کریں گے فتنے میں پڑیں گے گمراہی میں گریں گے، تو یہی انسب ہے کہ ان کی افکار ایک مناسب وملائم معنی کی طرف کہ محکمات سے مطابق محاورات سے موافق ہوں پھیر دی جائیں کہ فتنہ وضلال سے نجات پائیں یہ مسلک بہت علمائے متاخرین کا ہے کہ نظر بحال عوام اسے اختیار کیا ہے اسے مسلک تاویل کہتے یہ علماء بوجوہ کثیر تاویل آیت فرماتے ہیں ان میں چار وجہیں نفیس وواضح ہیں۔

**اول:** استواء بمعنی قہر و غلبہ ہے، یہ زبان عرب سے ثابت وپیدا ہے عرش سب مخلوقات سے اوپر اور اونچا ہے اس لیے اس کے ذکر پر اکتفا فرمایا اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ تمام مخلوقات پر قاہر وغالب ہے۔

| | |
|---|---|
| ؏: رواہ الطبرانی[3] ومن طریقه الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنهما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم۔ | اس کو طبرانی نے روایت کیا اور دیلمی نے طبرانی کے طریق پر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (ت) |

[1] القرآن الکریم ۳/ ۷

[2] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۸۸۵ دار الکتب العلمیة بیروت ۱/ ۲۳۱

[3] کشف الخفاء بحوالہ الطبرانی حدیث ۶۷۴ ۱/ ۱۹۹

دوم: استواء بمعنی علو ہے، اور علو اللہ عزوجل کی صفت ہے نہ علو مکان بلکہ علو مالکیت و سلطان، یہ دونوں معنی امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں ذکر فرمائے جس کی عبارات عنقریب آتی ہیں۔ ان شاء اللہ تعالٰی

سوم: استواء بمعنی قصد وارادہ ہے، ثم استوی علی العرش یعنی پھر عرش کی طرف متوجہ ہوا یعنی اس کی آفرینش کا ارادہ فرمایا یعنی اس کی تخلیق شروع کی، یہ تاویل امام اہلسنت امام ابوالحسن اشعری نے افادہ فرمائی۔ امام اسمٰعیل ضریر نے فرمایا: انہ الصواب [1] یہی ٹھیک ہے، نقلہ الامام جلال الدین سیوطی فی الاتقان عـــہ (اس کو امام جلال الدین سیوطی نے اتقان میں نقل کیا ہے۔ ت)

عـــہ: قالہ الفراء والاشعری وجماعۃ اھل المعانی ثم قال یبعدہ تعدیتہ بعلٰی ولوکان کماذکروہ لتعدی بالٰی کما فی قولہ تعالٰی ثم استوی علی السماء۔ وفیہ ان حروف المعانی [2] تنوب بعضھا عن بعض کما نص علیہ فی الصحاح وغیرھا و قدروی الامام البیھقی فی کتاب الاسماء والصفات عن الفراء ان تقول کان مقبلا علٰی فلان ثم استوی علیّ یشاتمنی والیّ سواء علٰی معنی اقبل الیّ وعلیّ۔ [3] ۱۲منہ۔

فراء، اشعری اور اہل معانی کی ایک جماعت کا یہ قول ہے، پھر امام سیوطی نے کہا کہ یہ قول اس کے علٰی کے ساتھ متعدی ہونے سے بعید ہے اگر مطلب وہی ہوتا جو انہوں نے ذکر کیا ہے تو یہ الٰی کے ساتھ متعدی ہوتا جیسا کہ اللہ تعالٰی کے ارشاد ثم استوی الی السماء میں ہے، مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ حروف ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں، جیسا کہ صحاح وغیرہ میں اس پر نص کی گئی ہے، اور امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں فراء سے روایت کیا ہے مثلاً تو کہے کہ وہ فلاں کی طرف متوجہ تھا پھر وہ مجھے برا بھلا کہتے ہوئے میری طرف متوجہ ہوا یعنی چاہے استوی الیّ کہے یا استوی علی دونوں برابر ہیں۔ ۱۲منہ (ت)

---

[1] الاتقان فی علوم القرآن النوع الثالث والاربعون فی المحکم والمتشابہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۰۵

[2] الاتقان فی علوم القرآن النوع الثالث والاربعون فی المحکم والمتشابہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۰۵

[3] کتاب الاسماء والصفات باب ماجاء فی قول اللہ تعالٰی الرحمن علی العرش استوٰی المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۴

**چہارم:** استواء بمعنی فراغ و تمامی کار ہے یعنی سلسلہ خلق وآفرینش کو عرش پر تمام فرمایا اس سے باہر کوئی چیز نہ پائی، دنیا وآخرت میں جو کچھ بنایا اور بنائے گا دائرہ عرش سے باہر نہیں کہ وہ تمام مخلوق کو حاوی ہے۔ قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے وہ قرآن سے ہو۔ استواء بمعنی تمامی خود قرآن عظیم میں ہے، **قال اللہ تعالٰی:**

| | |
|---|---|
| "وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰى"[1] | جب اپنی قوت کے زمانے کو پہنچا اور اس کا شباب پورا ہوا۔ |

اسی طرح **قولہ تعالٰی:**

| | |
|---|---|
| "كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ"[2]۔ | جیسے پودا کہ اس کا خوشہ نکلا تو اس کو بوجھل کیا تو وہ موٹا ہوا تو وہ اپنے تنے پر درست ہوا۔ (ت) |

میں استواء حالتِ کمال سے عبارت ہے، یہ تاویل امام حافظ الحدیث ابن الحجر عسقلانی نے امام ابوالحسن علی بن خلف ابن بطال سے نقل کی اور یہ کلام امام ابوطاہر قزوینی کا ہے کہ سراج العقول میں افادہ فرمایا، اور امام عبدالوہاب شعرانی کی کتاب الیواقیت[3] میں منقول۔

**اقول:** (میں کہتا ہوں، ت) اور اس کے سوا یہ ہے کہ قرآن عظیم میں یہ استواء سات جگہ مذکور ہوا، ساتوں جگہ ذکر آفرینش آسمان وزمین کے ساتھ اور بلا فصل اُس کے بعد ہے، سورہ اعراف وسورہ یونس علیہ الصلوۃ والسلام میں فرمایا۔

| | |
|---|---|
| "اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ"[4] | تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا چھ دنوں میں پھر عرش پر استوا فرمایا (ت) |

سورہ رعد میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| "اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ | اللہ تعالٰی وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو |

[1] القرآن الکریم ۲۸/ ۱۴

[2] القرآن الکریم ۴۸/ ۲۹

[3] الیوقیت والجواھر بحوالہ سراج العقول المبحث السابع مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۰۲

[4] القرآن الکریم ۱۰/ ۳

| | |
|---|---|
| تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ"[1]۔ | بغیر ستون کے بلند کیا تم دیکھ رہے ہو پھر عرش پر استواء فرمایا (ت) |

سورہ طٰہٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| "تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰىؕ ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝"[2]۔ | قرآن نازل کردہ ہے اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا کیا زمین کو اور بلند آسمانوں کو، وہ رحمٰن ہے جس نے عرش پر استوا فرمایا۔ (ت) |

سورہ فرقان میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| "اَلَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ"[3]۔ | وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان دونوں کے درمیان کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر استواء فرمایا (ت) |

سورہ رعد میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| "هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ"[4]۔ | وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر استواء فرمایا (ت) |

یہ مطالب کہ اول سے یہاں تک اجمالاً مذکور ہوئے صدہا ائمہ دین کے کلمات عالیہ میں ان کی تصریحات جلیہ ہیں انہیں نقل کیجئے تو دفتر عظیم ہو، اور فقیر کو اس رسالہ میں التزام ہے کہ جن کتابوں کے نام مخالف گمنام نے اغوائے عوام کے لیے لکھ دیئے ہیں اس کے رَد میں انہی کی عبارتیں نقل کرے کہ مسلمان دیکھیں کہ وہابی صاحب کس قدر بے حیا، بیباک، مکار، چالاک، بد دین، ناپاک ہوتے ہیں کہ جن کتابوں میں اُن کی گمراہیوں کے صریح رَد لکھے ہیں انہی کے نام اپنی سند میں لکھ دیتے ہیں۔ ع

چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد

(چور کیسا دلیر ہے کہ ہاتھ میں چراغ لیے ہوئے ہے۔ ت)

[1] القرآن الکریم ۱۳/ ۲

[2] القرآن الکریم ۲۰/ ۴و۵

[3] القرآن الکریم ۲۵/ ۵۹

[4] القرآن الکریم ۵۷/ ۴

مباحث آئندہ میں جو عبارات ان کتابوں کی منقول ہوں گی انہیں سے ان شاء اللہ العظیم یہ سب بیان واضح ہو جائیں گے یہاں صرف آیات متشابہات کے متعلق بعض عبارات نقل کروں جن سے مطلب سابق بھی ظاہر ہو اور یہ بھی کھل جائے کہ آیہ کریمہ الرحمن علی العرش استوٰی آیات متشابہات سے ہے، اور یہ بھی کہ جس طرح مخالف کا مذہب نامہذب یقیناً صریح ضلالت اور مخالف جملہ اہل سنت ہے۔ یونہی اجماعًا اس آیت کے معنی جاننے پر مخالف سلف صالح و جمہور ائمہ اہلسنت و جماعت ہے۔

**(۱)** موضح القرآن کی عبارت اوپر گزری۔

**(۲)** معالم ومدارک وکتاب الاسماء والصفات وجامع البیان کے بیان یہاں سُنئے کہ یہ پانچوں کتابیں بھی اُنہیں کتب سے ہیں جن کا نام مخالف نے گن دیا۔ معالم التنزیل میں ہے:

| | |
|---|---|
| اما اھل السنة یقولون الاستواء علی العرش صفة للّٰه تعالٰی بلا کیف یجب علی الرجل الایمان به ویکل العلم فیه الی اللّٰه عزوجل۔[1] | یعنی رہے اہلسنت، وہ یہ فرماتے ہیں کہ عرش پر استواء اللہ عزوجل کی ایک صفت بے چونی وچگونگی ہے، مسلمان پر فرض ہے کہ اُس پر ایمان لائے اور اس کے معنی کا علم خدا کو سونپے۔ |

مخالف کو سُوجھے کہ اُسی کی مستند کتاب نے خاص مسئلہ استواء میں اہلسنت کا مذہب کیا لکھا ہے شرم رکھتا ہے تو اپنی خرافات سے باز آئے اور عقیدہ اپنا مطابق اعتقاد اہلسنت کرے۔

**(۳)** اُسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| ذھب الاکثرون الی ان الواو فی قوله، والراسخون واو الاستئناف وتم الکلام عند قوله ومایعلم تاویله الاّ اللّٰه وھو قول ابی بن کعب | یعنی جمہور ائمہ دین صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کا مذہب یہ ہے کہ والراسخون فی العلم سے جدا بات شروع ہوئی پہلا کلام وہیں پُورا ہوگیا کہ متشابہات کے معنی اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا، |

[1] معالم التنزیل تحت الآیة ۷/ ۵۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۱۳۷

| | |
|---|---|
| وعائشة وعروة بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنھم،و روایة طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما و بہ قال الحسن وا کثر التابعین واختارہ الکسائی و الفراء والاخفش(الٰی ان قال)ومما یصدق ذٰلك قراءة عبد للہ ان تاویلہ الا عند اللہ والراسخون فی العلم یقولون اٰمنّاو فی حرف ابی ویقول الراسخون فی العلم اٰمنّا بہ،وقال عمر بن عبدالعزیز فی ھٰذہ الایة انتھی علم الراسخین فی العلم تاویل القرآن الٰی ان قالواٰمنّا بہ کل من عند ربنا وھٰذا القول اقیس فی العربیة واشبہ بظاھر الاٰیة۔[1] | یہی قول حضرت سیدّ قاریان صحابہ ابی بن کعب اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ اور عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم کا ہے،اور یہی امام طاؤس نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا،اور یہی مذہب امام حسن بصری و اکثر تابعین کا ہے،اور اسی کو امام کسائی وفراء و اخفش نے اختیار کیا اور اس مطلب کی تصدیق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کی اس قراءت سے بھی ہوتی ہے کہ آیات تشابہات کی تفسیر اللہ عزوجل کے سوا کسی کے پاس نہیں، اور پکے علم والے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قراءت بھی اسی معنی کی تصدیق کرتی ہے۔امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا ان کی تفسیر میں محکم علم والوں کا منتہائے علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور یہ قول عربیت کی رُو سے زیادہ دلنشین اور ظاہر آیت سے بہت موافق ہے۔ |

(۴)مدارک التنزیل میں ہے۔

| | |
|---|---|
| منہ اٰیت محکمٰت احکمت عبارتھا بان حفظت من الاحتمال و | یعنی قرآن عظیم کی بعض آیتیں محکمات ہیں جن کے معنی صاف ہیں احتمال واشتباہ کو ان میں |

[1] معالم التنزیل تحت الآیة ۳/ ۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۱۴و۲۱۵

| | |
|---|---|
| الاشتباہ هن ام الکتب. اصل الکتاب تحمل المتشابهات علیها وترد الیها واخرمتشابهات مشتبهات محتملات مثال ذٰلك الرحمن علی العرش استوی فالا ستواء یکون بمعنی الجلوس وبمعنی القدرة و الاستیلاء و لا یجوز الاوّل علی الله تعالٰی بدلیل المحکم وهو قوله تعالٰی لیس کمثله شیئ. فاما الذین فی قلوبهم زیغ میل عن الحق وهم اهل البدع فیتبعون ماتشابه، فیتعلقون بالمتشابه الذی یحتمل مایذهب الیه المبتدع ممالا یطابق المحکم ویحتمل مایطابقه من قول اهل الحق منه ابتغاء الفتنة طلب ان یفتنوا الناس دینهم ویضلوهم وابتغاء تاویله وطلب ان یؤولوه التاویل الذی یشتهونه وما یعلم تاویله الا الله ای لایهتدی الٰی تاویله الحق الذی یجب ان یحمل علیه الّا الله[1] اھ مختصرًا۔ | گزر نہیں یہ آیات تو کتاب کی اصلی ہیں کہ متشابہات انہیں پر حمل کی جائیں گی اور اُن کے معنی انہیں کی طرف پھیرے جائیں گے اور بعض دوسری متشابہات ہیں جن کے معنی میں اشکال واحتمال ہے جیسے کریمہ الرحمٰن علی العرش استوی بیٹھنے کے معنی پر بھی آتا ہے اور قدرت وغلبہ کے معنی پر بھی اور پہلے معنی اللہ عزوجل پر محال ہیں کہ آیات محکمات اللہ تعالٰی کو بیٹھنے سے پاک ومنزہ بتارہی ہیں اُن محکمات سے ایک یہ آیت ہے لیس کمثله شیئ اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں، پھر وہ جن کے دل حق سے پھرے ہوئے ہیں اور وہ بدمذہب لوگ ہوئے وہ تو آیات متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں ایسی آیتوں کی آڑ لیتے ہیں جن میں ان کی بدمذہبی کے معنی کا احتمال ہوسکے جو آیات محکمات کے مطابق نہیں اور اس مطلب کا بھی احتمال ہو جو محکمات کے مطابق اور اہلسنت کا مذہب ہے وہ بدمذہب اُن آیات متشابہات کی آڑ اس لیے لیتے ہیں کہ فتنہ اٹھائیں لوگوں کو سچے دین سے بہکائیں ان کے وہ معنی بتائیں جو اپنی خواہش کے موافق ہوں، اور انکے معنی تو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ، اللہ ہی کو خبر ہے کہ ان کے حق معنی کیا ہیں جن پر ان کا اتارنا واجب ہے انتہی۔ |

گمراہ شخص آنکھیں کھول کر دیکھے کہ یہ پاکیزہ تقریر یہ آیت وتفسیر اس کی گمراہی کا کیسا رَد واضح و

[1] مدارك التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۳/ ۷ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۱۴۶

منیر ہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

**(۵)** امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| الاستواء فالمتقدمون من اصحابنا رضی اللہ تعالٰی عنھم کانو الا یفسرونہ ولا یتکلمون فیہ کنحو مذھبھم فی امثال ذٰلک۔[1] | ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالٰی عنہم استواء کے کچھ معنی نہ کہتے تھے نہ اس میں اصلاً زبان کھولتے جس طرح تمام صفات متشابہات میں اُن کا یہی مذہب ہے۔ |

**(۶)** اُسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| حکینا عن المتقدمین من اصحابنا ترک الکلام فی امثال ذلک، ھذا مع اعتقاد ھم نفی الحد والتشبیہ والتمثیل عن اللہ سبحٰنہ وتعالٰی[2]۔ | ہم اپنے اصحاب متقدمین کا مذہب لکھ چکے کہ ایسے نصوص میں اصلاً لب نہ کھولتے اور اس کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے کہ اللہ تعالٰی محدود ہونے یا مخلوق سے کسی بات میں تشابہ و مانند ہونے سے پاک ہے۔ |

**(۷)** اُسی میں یحیٰی بن یحیٰی سے روایت کی:

| | |
|---|---|
| کنا عند مالک بن انس فجاء رجل فقال یا ابا عبداللہ الرحمن علی العرش استوی فکیف استوٰی؟ قال فاطرق مالک راسہ حتی علاہ الرحضاء ثم قال الاستواء غیر مجھول والکیف غیر معقول والایمان بہ واجب، والسؤل عنہ بدعۃ، وما اراک الامبتدعا فامر بہ ان یخرج۔[3] | ہم امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضر تھے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی اے ابو عبداللہ! رحمٰن نے عرش پر استواء فرمایا یہ استواء کس طرح ہے؟ اس کے سنتے ہی امام نے سر مبارک جھکالیا یہاں تک کہ بدن مقدس پسینہ پسینہ ہوگیا، پھر فرمایا: استواء مجہول نہیں اور کیفیت معقول نہیں اور اس پر ایمان فرض اور اس سے استفسار بدعت اور میرے خیال میں تو ضرور بدمذہب ہے، پھر حکم دیا کہ اسے نکال دو۔ |

---

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی قول اللہ تعالٰی الرحمن علی العرش استوٰی، المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۰

[2] کتاب الاسماء والصفات باب قول اللہ تعالٰی یعیسی علیہ السلام انی متوفیک ورافعک الی المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۶۹

[3] کتاب الاسماء والصفات باب ماجاء فی قول اللہ تعالٰی الرحمن علی العرش الخ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۰و۱۵۱

(۸)اُسی میں عبداللہ بن صالح بن مسلم سے روایت کی:

| | |
|---|---|
| سئل ربیعة الرأی عن قول الله تبارك وتعالٰی الرحمن علی العرش استوٰی کیف استوٰی؟قال الکیف غیر معقول والاستواء غیر مجھول ویجب علیّ وعلیك الایمان بذلك کله۔[1] | یعنی امام ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن استاذ امام مالک سے جنہیں بوجہ قوت عقل وکثرت قیاس ربیعۃ الرائے لکھا جاتا یہی سوال ہوا، فرمایا کیفیت غیر معقول ہے اور اللہ تعالٰی کا استواء مجہول نہیں اور مجھ پر اور تجھ پر ان سب باتوں پر ایمان لانا واجب ہے۔ |

(۹)اُسی میں بطریق امام احمد بن ابی الحواری امام سفٰین بن عیینہ سے روایت کی کہ فرماتے:

| | |
|---|---|
| ماوصف الله تعالٰی من نفسه فی کتابه فتفسیره تلاوته والسکوت علیه۔[2] | یعنی اس قسم کی جتنی صفات اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں اپنے لیے بیان فرمائی ہیں ان کی تفسیر یہی ہے کہ تلاوت کیجئے اور خاموش رہیے۔ |

بطریق اسحٰق بن موسٰی انصاری زائد کیا:

| | |
|---|---|
| لیس لاحد ان یفسره بالعربیة ولا بالفارسیة۔[3] | کسی کو جائز نہیں کہ عربی میں خواہ فارسی کسی زبان میں اس کے معنی کہے۔ |

(۱۰)اُسی میں حاکم سے روایت کی انہوں نے امام ابوبکر احمد بن اسحٰق بن ایوب کا عقائد نامہ دکھایا جس میں مذہب اہلسنت مندرجہ تھا اس میں لکھا ہے:

| | |
|---|---|
| الرحمن علی العرش استوی بلاکیف[4]۔ | رحمٰن کا استواء بیچون وبیچگون ہے۔ |

(۱۱)اسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| والاٰثار عن السلف فی مثل ھذا کثیرة وعلٰی ھذہ الطریقة یدل مذھب الشافعی رضی الله تعالٰی عنه | یعنی اس باب میں سلف صالح سے روایات بکثرت ہیں اور اس طریقہ سکوت پر ایمان شافعی کا مذہب دلالت کرتا ہے اور یہی مسلک |

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی قول اللہ عزوجل الرحمن علی العرش استوٰی المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۱

[2] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی قول اللہ عزوجل الرحمن علی العرش ۲/ ۱۵۱ وباب ماذکر فی یمین والکف ۲/ ۱۵۱

[3] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی اثبات العین المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۴۲

[4] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی قول اللہ عزوجل الرحمن علی العرش استوٰی المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۲

| | |
|---|---|
| والیهاذهب احمد بن حنبل والحسین بن الفضل البلخی ومن المتاخرین ابوسلیمن الخطابی۔[1] | امام احمد بن حنبل و امام حسین بن فضل بلخی اور متاخرین سے امام ابوسلیمن خطابی کا ہے۔ |

الحمدللہ امام اعظم سے روایت عنقریب آتی ہے، ائمہ ثلٰثہ سے یہ موجود ہیں، ثابت ہوا کہ چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ استواء کے معنی کچھ نہ کہے جائیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفتیش حرام یہی طریقہ جملہ سلف صالحین کا ہے۔

**(۱۲)** اُسی میں امام خطابی سے ہے

| | |
|---|---|
| "ونحن احری بان لانتقدم فیما تأخر عنه من هو اکثر علما و اقدم زمانا وسنا، ولکن الزمان الذی نحن فیه قد صار اهله حزبین منکرلما یروی من نوع هٰذه الاحادیث راسا ومکذب به اصلا، وفی ذلك تکذیب العلماء الذین رووا هٰذه الاحادیث وهم ائمة الدین ونقلة السنن والواسطة بیننا وبین رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم، والطائفة الاخرٰی مسلمة للروایة فیها ذاهبة فی تحقیق منها مذهبا یکاد یفضی بهم الی القول بالتشبیه ونحن نرغب عن الامرین معًا، ولا نرضی بواحد منهما مذهبا، فیحق علینا ان نطلب | یعنی جب اُن ائمہ کرام نے جو ہم میں سے علم میں زائد اور زمانے میں مقدم اور عمر میں بڑے تھے متشابہات میں سکوت فرمایا تو ہمیں ساکت رہنا اور ان کے معنی کچھ نہ کہنا اور زیادہ لائق تھا مگر ہمارے زمانے میں دو گروہ پیدا ہوئے ایک تو اس قسم کی حدیثوں کو سرے سے رَد کرتا اور جھوٹ بتاتا ہے، اس میں علمائے رواۃ احادیث کی تکذیب لازم آتی ہے، حالانکہ وہ دین کے امام ہیں اور سنتوں کے ناقل اور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک ہمارے وسائط و رسائل۔ اور دوسرا گروہ ان روایتوں کو مان کر ان کے ظاہری معنی کی طرف ایسا جاتا ہے کہ اس کا کلام اللہ عزوجل کو خلق سے مشابہ کردینے تک پہنچنا چاہتا ہے اور ہمیں یہ دونوں باتیں ناپسند ہیں ہم ان میں سے کسی کو مذہب بنانے پر راضی نہیں، تو ہمیں ضرور ہوا کہ اس باب میں |

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیهقی باب ماجاء فی قول الله عزوجل الرحمن علی العرش المکتبة الاثریه سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۲

| | |
|---|---|
| لما یرد من ھٰذہ الاحادیث اذا صحت من طریق فالنقل و السند، تأویلا یخرج علی معانی اصول الدین ومذاھب العلماء و لاتبطل الروایة فیھا اصلا، اذا کانت طرقھا مرضیة ونقلتھا عدولا۔[1] | جو صحیح حدیثیں آئیں اُن کی وہ تاویل کردیں جس سے ان کے معنی اصول عقائد وآیات محکمات کے مطابق ہوجائیں اور صحیح روایتیں کہ علماء ثقات کی سند سے آئیں باطل نہ ہونے پائیں۔ |

(۱۳) امام ابوالقاسم لالکائی کتاب السنہ میں سیدنا امام محمد سردار مذہب حنفی تلمیذ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرماتے:

| | |
|---|---|
| اتفق الفقھاء کلھم من المشرق الی المغرب علی الایمان بالقرآن و بالاحادیث التی جاء بھا الثقات عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی صفة الرب من غیر تشبیہ ولا تفسیر فمن فسر شیئا من ذلك فقد خرج عما کان علیہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و فارق الجماعة فانھم لم یصفوا ولم یفسروا ولکن اٰمنوا بما فی الکتاب والسنة ثم سکتوا۔[2] | شرق سے غرب تک تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع ہے کہ آیات قرآن عظیم واحادیث صحیحہ میں جو صفاتِ الٰہیہ آئیں ان پر ایمان لائیں بلا تشبیہ و بلا تفسیر توجو ان میں سے کسی کے معنی بیان کرے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے طریقے سے خارج اور جماعتِ علماء سے جدا ہوااس لیے کہ ائمہ نے نہ ان صفات کا کچھ حال بیان فرمایا نہ اُن کے معنی کہے بلکہ قرآن وحدیث پر ایمان لاکر چپ رہے۔ |

طرفہ یہ کہ امام محمد کے اس ارشاد وذکر اجماع ائمہ امجاد کو خود ذہبی نے بھی کتاب العلو میں نقل کیا اور کہا محمد سے یہ اجماع لالکائی اور ابومحمد بن قدامہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا بلکہ خود ابن تیمیہ مخذول بھی اُسے نقل کرگیا۔ **وللہ الحمد ولہ الحجة السامیة** (حمد اللہ تعالٰی کے لیے ہے اور غالب حجت اسی کی ہے۔ت)

(۱۴) نیز مدارک میں زیر سورہ طٰہٰ ہے:

---

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماذکر فی القدم الرجل المکتبة الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۸۶

[2] کتاب السنة امام ابوالقاسم لالکائی

| | |
|---|---|
| والمذهب قول علی رضی الله تعالٰی عنه الاستواء غیر مجهول والتکیف غیر معقول والایمان به واجب و السوال عنه بدعة لانه تعالٰی کان ولا مکان فهو علی ما کان قبل خلق المکان لم یتغیر عماکان۔[1] | مذہب وہ ہے جو مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ استواء مجہول نہیں اور اس کی چگونگی عقل میں نہیں آسکتی اُس پر ایمان واجب ہے اور اس کے معنی سے بحث بدعت ہے اس لیے کہ مکان پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالٰی موجود تھا اور مکان نہ تھا پھر وہ اپنی اُس شان سے بدلا نہیں یعنی جیسا جب مکان سے پاک تھا اب بھی پاک ہے۔ |

گمراہ اپنی ہی مستند کی اس عبارت کو سوجھے اور اپنا ایمان ٹھیک کرے۔

**(۱۵)** اسی میں زیر سورہ اعراف یہی قول امام جعفر صادق وامام حسن بصری وامام اعظم ابو حنیفہ وامام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہم سے نقل فرمایا[2]۔

**(۱۶)** یہی مضمون جامع البیان سورہ یونس میں ہے۔

| | |
|---|---|
| الاستواء معلوم والکیفیة مجهولة والسؤال عنه بدعة۔[3] | استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول ہے اور اس سے بحث وسوال بدعت ہے۔(ت) |

**(۱۷)** یہی مضمون سورہ رعد میں سلف صالح سے نقل کیا کہ:

| | |
|---|---|
| قال السلف الاستواء معلوم والکیفیة مجهولة۔[4] | سلف نے فرمایا: استواء معلوم ہے اور کیفیت مجہول ہے۔(ت) |

**(۱۸)** سورہ طٰہٰ میں لکھا ہے:

| | |
|---|---|
| سئل الشافعی عن الاستواء فاجاب اٰمنت بلاتشبیه واتهمت | یعنی امام شافعی سے استواء کے معنی پوچھے گئے، فرمایا: میں استواء پر ایمان لایا اور |

[1] مدارك التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۳/ ۵ دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۴۸

[2] مدارك التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۷/ ۵۴ دار الکتاب العربی بیروت ۲/ ۵۶

[3] جامع البیان محمد بن عبدالرحمن الشافعی آیة ۱۰/ ۳ دار نشر الکتب الاسلامیه گوجرانواله ۱/ ۲۹۲

[4] جامع البیان محمد بن عبدالرحمن الشافعی آیة ۱۳/ ۲ دار نشر الکتب الاسلامیه گوجرانواله ۱/ ۳۴۵

| | |
|---|---|
| نفسی فی الادراك وامسكت عن الخوض فیه كل الامساك۔[1] | وہ معنی نہیں ہوسکتے جن میں اللہ تعالٰی کی مشابہت مخلوق سے نکلے اور میں اپنے آپ کو اُس کے معنی سمجھنے میں متہم رکھتا ہوں مجھے اپنے نفس پر اطمینان نہیں کہ اس کے صحیح معنی سمجھ سکوں لہٰذا میں نے اس میں فکر کرنے سے یک قلم قطعی دست کشی کی۔ |

**(۱۹)** سورہ اعراف میں لکھا:

| | |
|---|---|
| اجمع السلف علٰی ان استواءہ علی العرش صفة له بلا کیف نؤمن به ونکل العلم الی اللہ تعالٰی۔[2] | سلف صالح کا اجماع ہے کہ عرش پر استواء اللہ تعالٰی کی ایک صفت بیچون وبے چگون ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا علم خدا کو سونپتے ہیں۔ |

**(۲۰)** طرفہ یہ کہ سورہ اعراف میں تو صرف اتنا لکھا کہ اس کے معنی ہم کچھ نہیں جانتے اور سورہ فرقان میں لکھا۔

| | |
|---|---|
| قدمر فی سورة الاعراف تفصیل معناہ۔[3] | اس کے معنی کی تفصیل سورہ اعراف میں گزری۔ |

یونہی سورہ سجدہ میں لکھا قدمر فی سورة الاعراف[4]۔ (سورہ اعراف میں گزرا۔ت)

یونہی سورہ حدید میں قدمر تفصیله فی سورة الاعراف وغیرها[5]۔ (اس کی تفصیل سورہ اعراف وغیرہ میں گزر چکی ہے۔ت)

دیکھو کیسا صاف بتایا کہ اس کے معنی کی تفصیل یہی ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے، اب تو کھلا کہ وہابیہ مجسمہ کا اپنی سند میں کتاب الاسماء ومعالم ومدارک وجامع البیان کے نام لے دینا

---

[1] جامع البیان محمد بن عبدالرحمن الشافعی آیۃ ۲۰/ ۵ دارنشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۲/ ۱۶و۱۵

[2] جامع البیان محمد بن عبدالرحمن الشافعی آیۃ ۷/ ۵۴ دارنشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۱/ ۲۲۳

[3] جامع البیان محمد بن عبدالرحمن الشافعی آیۃ ۲۵/ ۵۹ دارنشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۲/ ۸۹

[4] جامع البیان محمد بن عبدالرحمن الشافعی آیۃ ۳۲/ ۴ دارنشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۲/ ۱۵۷

[5] جامع البیان محمد بن عبدالرحمن الشافعی آیۃ ۵۷/ ۴ دارنشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ۲/ ۳۳۶

کیسی سخت بے حیائی تھا۔ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

## وھابیہ مجسّمہ کی بددینی

صفات متشابہات کے باب میں اہلسنت کا عقیدہ تو معلوم ہولیا کہ ان میں ہمارا حصہ بس اس قدر ہے کہ اللہ تعالٰی کی جو کچھ مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے،ظاہر لفظ سے جو معنی ہماری سمجھ میں آتے ہیں ان سے اللہ تعالٰی یقیناً پاک ہے اور مراد الٰہی پر ہمیں اطلاع نہیں لہٰذا ہم اُن کے معنی کچھ کہہ ہی نہیں سکتے یا بطورِ تاویل کچھ کہیں بھی تو وہی کہیں گے جو ہمارے رب کی شان قدوسی کے لائق اور آیاتِ محکمات کے مطابق اور اہلسنت کو اللہ تعالٰی نے صراط مستقیم عطا فرمائی ہے وہ ہمیشہ راہ وسط ہوتی ہے اس کے دونوں پہلوؤں پر افراط و تفریط دو ہولناک مہلک گھاٹیاں ہیں اسی لیے اکثر مسائل میں اہلسنت دو فرقہ متناقض کے وسط میں رہتے ہیں جیسے رافضی ناصبی یا خارجی مرجی یا قدری جبری یا باطنی ظاہری یا وہابی بدعتی یا اسمٰعیل پرست گورپرست وعلٰی ہذاالقیاس اسی طرح یہاں بھی دو فرقہ باطلہ نکلے معطلہ و مشبہہ،معطلہ جنہیں جہمیہ بھی کہتے ہیں صفات متشابہات سے یکسر منکر ہی ہوگئے یہاں تک کہ ان کا پہلا پیشوا جعد بن درہم مردود کہتا کہ نہ اللہ تعالٰی نے ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو اپنا خلیل بنایا نہ موسٰی کلیم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے کلام فرمایا،یہ گمراہ لوگ اپنے افراط کے باعث "اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ"[1]۔ (ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ت) سے بے بہرہ ہوئے ان کی طرف نقیض پر انتہائے تفریط میں مشبہہ آئے جنہیں حشویہ ومجسمہ بھی کہتے ہیں ان خبیثوں نے صاف صاف مان لیا کہ ہاں اللہ تعالٰی کے لیے مکان ہے جسم ہے جہت ہے۔اور جب یہ سب کچھ ہے تو پھر چڑھنا اترنا اٹھنا بیٹھنا چلنا ٹھہرنا سب آپ ہی ثابت ہے،یہ مردود وہی ہوئے جنہیں قرآن عظیم نے "فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ"[2]۔ (ان کے دلوں میں زیغ ہے۔ت)فرمایا اور گمراہ فتنہ پرداز بتایا تھا۔وہابیہ ناپاک کو آپ جانیں کہ سب گمراہوں کے فضلہ خوار ہیں مختلف بدمذہبوں سے کچھ کچھ عقائد ضلالت لے کر آپ بھرت پورا کیا ہے یہاں بھی نہ چوکے،اور ان کے پیشوا اسمٰعیل نے صراط نامستقیم میں جو اپنے جاہل پیر کی اللہ تعالٰی سے

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۷

[2] القرآن الکریم ۳/ ۷

دوستانہ ملاقات اور ہاتھ سے ہاتھ ملا کر گڈ مارننگ (Good Morning) ثابت کی تھی۔ (دیکھو کتاب مستطاب الکوکبۃ الشھابیہ علی کفریات ابی الوھابیہ) لہٰذا اس کے بعضے سپوت صاف صاف مجسمہ مبہوت کا مذہب مقوت مان گئے اور اس کی جڑ بھی وہی ان کا پیشوائے قبیح اپنے رسالہ ایضاح الحق الصریح میں جما گیا تھا کہ اللہ تعالٰی کو مکان وجہت سے پاک جاننا بدعت وضلالت ہے جس کے رَد میں کوکبہ شہابیہ نے تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی یہ تحریر پیش کی تھی کہ اہل سنت وجماعت کے عقیدے میں اللہ تعالٰی کے لیے مکان نہیں، نہ اس کے لیے فوق یا تحت کوئی جہت ہو سکتی ہے[1]۔ اور بحر الرائق وعالمگیری کی یہ عبارت:

| | |
|---|---|
| یکفر باثبات المکان للہ تعالٰی[2] | یعنی اللہ تعالٰی کے لیے مکان ماننے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ |

اور فتاوٰی امام اجل قاضی خاں کی یہ عبارت:

| | |
|---|---|
| رجل قال خدائے برآسمان می داند کہ من چیزے ندارم یکون کفرا لان اللہ تعالٰی منزہ عن المکان[3]۔ | یعنی کسی نے کہا خدا آسمان پر جانتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں کافر ہو گیا اس لیے کہ اللہ تعالٰی مکان سے پاک ہے۔ |

اور فتاوٰی خلاصہ کی یہ عبارت:

| | |
|---|---|
| لو قال نردبان بنہ و بآسمان برآئے و باخدا جنگ کن یکفر، لانہ اثبت المکان للہ تعالٰی[4]۔ | اگر کوئی یہ کہے نیزہ لے اور آسمان پر جا اور خدا سے جنگ کر، تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اللہ تعالٰی کے لیے مکان مانا۔ (ت) (دیکھو کوکبہ شہابیہ) |

انہیں مجسمہ گستاخ کے تازہ افراخ سے ایک صاحب سہسوانی بکاسہ لیسی گمراہ ہزاری غلام نواب بھوپال قنوجی آنجہانی از سر نو اس فتنہ خوابیدہ کے بادی وبانی اور اس سُبوح قدوس جل جلالہ

[1] تحفہ اثنا عشریہ باب پنجم در الٰہیات سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۴۱

[2] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر، الباب التاسع نوری کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۵۹، بحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۰

[3] فتاوٰی قاضی خان کتاب السیر باب مایکون کفرًا من المسلم نولکشور لکھنؤ ۴/ ۸۸۴

[4] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر فصل ۲ جنس ۲ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۴

کی شان میں مدعی عیوب جسمی و مکانی ہوئے، چہارم محرم الحرام ۱۳۱۸ ہجریہ قدسیہ کو اس باب اور انہیں صاحب کے متعلق دو امر دیگر میں حضرت تاج المحققین عالم اہلسنت دام ظلہم العالی سے استفتاء ہوا حضرت نے نفس حکم بنہایت اجمال ارشاد فرمایا: پونے دو مہینے کے بعد بست و ششم ۲۶ صفر کو ان کے متعلق ایک پریشان تحریر گمراہی و جہالت و سفاہت وضلالت کی بولتی تصویر آئی ایسے ہذیانات کیا قابلِ التفات مگر حفظ عقائد عوام و نصرت سنت و اسلام کے لحاظ سے یہ چند سطور لوجہ اللہ مسطور، اہلِ حق بنگاہِ انصاف نظر فرمائیں اور امر عقائد میں کسی گمراہ مکار کے کہنے میں نہ آئیں۔

**وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔** (مجھے توفیق صرف اللہ تعالٰی سے ہے اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔ت)

**مسئلہ ۵۱:** از سہسوان قاضی محلّہ مرسلہ حاجی فرحت علی صاحب ۴ محرم ۱۳۱۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص یہ کہے کہ اللہ رب العزت عرش پر بیٹھا ہے اور کہیں نہیں ہے شرعًا اس کا کیا حکم ہے؟

**الجواب:**

اللہ عزوجل مکان وجہت وجلوس وغیرہا تمام عوارض جسم و جسمانیات و عیوب و نقائص سے پاک ہے، یہ لفظ کہ اس شخص نے کہا سخت گمراہی کے معنی دیتا ہے اس پر توبہ لازم ہے عقیدہ اپنا مطابق اہل سنت کرے، **واللہ الھادی۔**

## نقل تحریر ضلالت تخمیر از نجدی بقیر:

**مسئلہ:** اللہ تعالٰی کا عرش پر ہی ہونا:

**الجواب:**

**الرحمن علی العرش استوٰی** اللہ تعالٰی عرش پر بیٹھا یا چڑھا یا ٹھہرا۔ ان تین معنی کے سوا اس آیت میں جو کوئی اور معنی کہے گا وہ بدعتی ہے، اللہ تعالٰی نے اپنے کلام شریف میں سات جگہ اس مضمون کو ذکر فرمایا ہے۔ دیکھو فتح الرحمٰن تفسیر قاری شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و تفسیر موضح القرآن

مؤلفہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی وترجمہ لفظی شاہ رفیع الدین صاحبِ دہلوی وکتاب الاسماء والصفات بیہقی وکتاب العلوامام ذہبی و تفسیر ابن کثیر و معالم التنزیل و جامع البیان و مدارک وغیرہا اور محیط ہونا باری تعالٰی کا ہر چیز پر فقط از روئے علم ہے۔**قال تعالٰی**: "اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا" [1]۔ (اللہ تعالٰی نے اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کیا) احادیثِ صریحہ صحیحہ سے عرش کا مکانِ الٰہی ہونا ثابت ہے، چنانچہ بخاری کی معراج کی حدیث میں فرمایا: **وھو فی مکانہ** [2] (اور وہ اپنے مکان میں ہے۔ت) اور مشکوۃ کے باب الاستغفار والتوبہ میں مسند احمد کی حدیث میں وارد ہے کہ:

| | |
|---|---|
| وعزتی وجلالی وارتفاع مکانی الخ [3]۔ | میری عزت، میرے جلال اور میرے بلند مکان کی قسم الخ (ت) |

ہاں جن صفات سے کلامِ شارع ساکت ہے اُن میں سکوت لازم ہے بعض اشخاص بریلی نے جو علمِ منقول وعقائد اہلِ حق سے بے بہرہ ہیں اس عقیدہ صحیحہ کے معتقد کو بزور گمراہی گمراہ بنایا "وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ" [4]۔ (ان کو اس کا علم نہیں۔ت) ایسے شخص سے اہلِ اسلام کو بچنا چاہیے۔

## ضربِ قہاری

**(۱۳۱۸ھ)**

مسلمانو! دیکھو اس گمراہ نے ان چند سطور میں کیسی کیسی جہالتیں ضلالتیں تناقض سفاہتیں اللہ ورسول پر افتراء علما وکتب پر تہمتیں بھر دی ہیں۔

**اولًا:** ادعا کیا کہ استواء علی العرش میں بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنی کہے بدعتی ہے اور اسی کی سند میں بکمال جرات وبے حیائی ان نو کتابوں کے نام گن دیئے۔

**ثانیًا:** زعم کیا کہ احاطہ الٰہی صرف ازرُوئے علم ہے حالانکہ اس مسئلہ کا یہاں کچھ ذکر نہ تھا مگر اس نے اس بیان سے اپنی وہ گمراہی پالنی چاہی ہے۔ کہ اللہ تعالٰی عرش پر ہے اور عرش کے سوا

---

[1] القرآن الکریم ۶۵/ ۱۲

[2] صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالٰی وکلم اللہ موسٰی تکلیمًا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۲۰

[3] مشکوۃ المصابیح باب الاستغفار والتوبۃ الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۲۰۴

[4] القرآن الکریم ۵۳/ ۲۸

کہیں نہیں۔

**ثالثًا:** مُنہ بھر کراُس سبّوح قدوس کو گالی دی کہ اس کے لیے مکان ثابت ہے، عرش اس کا مکان ہے، اور اس کے ثبوت میں بزورِ زبان دو حدیثیں نقل کردیں۔

**رابعًا:** یہ تین دعوے تو منطوق عبارت تھے مفہوم استثناء سے بتایا کہ استواء علی العرش کے معنی اللہ تعالٰی کا عرش پر بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔

**خامسًا:** اپنے معبود کو بٹھانے، چڑھانے، ٹھہرانے ہی پر قناعت نہ کی بلکہ ان لفظوں کے مفہوم سے کہ جن صفات سے کلامِ شارع ساکت ہے ان میں سکوت لازم ہے تمام متشابہات استواء کی طرح انہیں معانی پر محمول کرلیں جو اُن کے ظاہر سے مفہوم ہوتے ہیں۔

**سادسًا:** باوصف ان کے اصل دعوی یہ ہے کہ خدا عرش کے سوا کہیں نہیں۔

ہم بھی ان چھ باتوں کو بعونہ تعالٰی اسی ترتیب پر چھ تپانچوں سے خبر لیں اور ساتویں تپانچے میں دو مسئلہ باقیہ کے متعلق اجمالی گوشمالی کریں **وباللہ التوفیق**۔

## پہلا تپانچہ

گمراہ نے ادعا کیا کہ اللہ تعالٰی کے بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنی استواء کے کہے بدعتی ہے، اور اس پر اُن نو ۹ کتابوں کا حوالہ دیا۔

**ضرب اوّل:** فقیر نے اگر یہ التزام نہ کیا ہوتا کہ اُس کی گنائی ہوئی کتابوں سے سند لاؤں گا تو آپ سیر دیکھتے کہ یہ تپانچہ اس گمراہ کو کیونکر خاک وخون میں لٹاتا مگر اجمالًا اقوال مذکورہ بالا ہی ملاحظہ ہوجائیں کہ اس گمراہ نے کس کس امامِ دین وسنت کو بدعتی بنا دیا، [1] امام ابوالحسن علی ابن بطالی، [2] امام ابن حجر عسقلانی، [3] امام ابوطاہر قزوینی، [4] امام عارف شعرانی، [5] امام جلال الدین سیوطی، [6] امام اسمٰعیل ضریر [7] حتی کہ خود امام اہلسنت سیدنا امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، تو کم از کم اس ضرب کو سات ۷ ضرب سمجھئے بلکہ تیرہ ۱۳ کہ امام نسفی وامام بیہقی وامام بغوی وامام علی بن محمد ابوالحسن طبری وامام ابوبکر بن فورک وامام ابو منصور بن ابی ایوب کے اقوال عنقریب آتے ہیں۔ یہ حضرات بھی اس بدعتی کے طور پر معاذ اللہ بدعتی ہوئے، اور بیس ۲۰ ضرب اوپر گزریں جملہ تینتس ۳۳ ہوئیں، آگے چلیے اور اب صرف اس کے مستندوں سے اس کی خبر لیجئے۔

**ضرب ۳۴:** مدارک شریف سورہ سجدہ میں استواء علی العرش کا حاصل اس کا احداث اور

پیدا کرنا لیا یہ انہیں معنی سوم کے قریب ہے جو اُوپر گزرے۔

**ضرب ۳۵:** اس سورۃ اور سورہ فرقان کے سوا کہ وہاں استواء کی تفسیر سے سکوت مطلق ہے باقی پانچوں جگہ اُس کے معنی استیلاء وغلبہ و قابو بتائے۔ حدید میں ہے: ثم استوی استولی علی العرش[1]۔ (پھر عرش پر استواء فرمایا۔ت) رعد میں ہے:

| | |
|---|---|
| استولی بالاقتدار ونفوذ السلطان[2] | اقتدار اور حکومت کا مالک ہوا۔ (ت) |

اعراف میں ہے:

| | |
|---|---|
| اضاف الاستیلاء الی العرش وان کان سبحنہ وتعالٰی مستولیا علی جمیع المخلوقات لان العرش اعظمہا و اعلاہا[3]۔ | یعنی اللہ تعالٰی کا قابو اس کی تمام مخلوقات پر ہے، خاص عرش پر قابو ہونے کا ذکر اس لیے فرمایا کہ عرش سب مخلوقات سے جسامت میں بڑا اور سب سے اوپر ہے۔ |

**ضرب ۳۶:** سورہ طٰہٰ میں بعد ذکر معنی استیلاء ایک وجہ یہ نقل فرمائی۔

| | |
|---|---|
| لما کان الاستواء علی العرش وھو سریر الملك مما یردف الملك جعلوہ کنایۃ عن الملك فقال استوٰی فلان علی العرش ای ملك وان لم یقعد علی السریر البتۃ وھذا کقولك ید فلان مبسوطۃ ای جواد وان لم یکن لہ ید رأسا[4]۔ | یعنی جب کہ تخت نشینی آثار شاہی سے ہے تو عرف میں تخت نشینی بولتے اور اس سے سلطنت مراد لیتے ہیں، کہتے ہیں فلاں شخص تخت نشین ہوا، یعنی بادشاہ ہوا اگرچہ اصلاً تخت پر نہ بیٹھا ہو، جس طرح تیرے اس کہنے سے کہ فلاں کا ہاتھ کشادہ ہے اُس کا سخی ہونا مراد ہوتا ہے اگرچہ وہ سرے سے ہاتھ ہی نہ رکھتا ہو۔ |

حاصل یہ کہ استواء علی العرش بمعنی بادشاہی ہے حقیقۃً بیٹھنا ہرگز لازم نہیں، جب

[1] مدارك التنزیل (تفسیر النسفی) آیۃ ۵۷/ ۴ دار الکتاب العربی بیروت ۴/ ۲۲۳

[2] مدارك التنزیل (تفسیر النسفی) آیۃ ۱۳/ ۲ دار الکتاب العربی بیروت ۲/ ۲۴۱

[3] مدارك التنزیل (تفسیر النسفی) آیۃ ۷/ ۵۴ دار الکتاب العربی بیروت ۲/ ۵۶

[4] مدارك التنزیل (تفسیر النسفی) آیۃ ۲۰/ ۵ دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۴۸

خلق کے باب میں یہ محاورہ ہے جن کا اٹھنا بیٹھنا سب ممکن، تو خالق عزوجل کے بارے میں اُس سے معاذ اللہ حقیقۃً بیٹھنا سمجھ لینا کیسا ظلم صریح ہے۔

**ضرب ۳۷:** معالم سورہ اعراف کا بیان تو وہ تھا کہ اہلسنت کا طریقہ سکوت ہے اتنا جانتے ہیں کہ استواء اللہ تعالٰی کی ایک صفت ہے اور اس کے معنٰی کا علم اللہ کے سپرد ہے، یہ طریقہ سلف صالحین تھا، سورہ رعد میں استواء کو علو سے تاویل کیا۔ یہ معنی دوم ہیں کہ اوپر گزرے۔

**ضرب ۳۸: امام** بیہقی نے کتاب الاسماء میں دربارہ استواء ائمہ متقدمین کا وہ مسلک ارشاد فرمایا جس کا بیان اوپر گزرا۔ پھر فرمایا:

| | |
|---|---|
| وذھب ابوالحسن علی بن اسمعیل الاشعری الٰی ان اللہ تعالٰی جل ثناؤہ فعل فی العرش فعلا سمّاہ استواء کما فعل فی غیرہ فعلا سماہ رزقا اونعمۃ اوغیرھما من افعالہ ثم لم یکیف الاستواء الا انہ جعلہ من صفات الفعل لقولہ تعالٰی ثم استوی علی العرش وثم للتراخی والتراخی انما یکون فی الافعال وافعال اللہ تعالٰی توجد بلامباشرۃ منہ ایاھا ولا حرکۃ۔[1] | یعنی امام اہلسنت امام ابوالحسن اشعری نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے عرش کے ساتھ کوئی فعل فرمایا ہے جس کا نام استواء رکھا ہے جیسے من وتو زید وعمرو کے ساتھ افعال فرمائے اور اُن کا نام رزق و نعمت وغیرہ رکھا اس فعل استواء کی کیفیت ہم نہیں جانتے اتنا ضرور ہے کہ اس کے افعال میں مخلوق کے ساتھ ملنا، چھونا، ان سے لگا ہوا ہونا یا حرکت کرنا نہیں جیسے بیٹھنے چڑھنے وغیرہ میں ہے اور استواء کے فعل ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا پھر عرش پر استواء کیا تو معلوم ہوا کہ استواء حادث ہے پہلے نہ تھا اور حدوث افعال میں ہوسکتا ہے اللہ تعالٰی کی صفات ذات حدوث سے پاک ہیں، تو ثابت ہوا کہ استواء اللہ تعالٰی کی کوئی صفت ذاتی نہیں بلکہ اس کے کاموں میں سے ایک کام ہے جس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔ |

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی قول اللہ تعالٰی الرحمن علی العرش استوٰی المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۲

ضرب ۳۹: ابوالحسن علی بن محمد طبری وغیرہ ائمہ متکلمین سے نقل فرمایا:

| | |
|---|---|
| القدیم سبحنہ عال علی عرشہ لا قاعد ولا قائم ولا مماس و لا مبائن عن العرش، یرید بہ مباینۃ الذات التی ھی بمعنی الاعتزال او التباعد لان المماسۃ و المباینۃ التی ھی ضدھا والقیام والقعود من اوصاف الاجسام، واللہ عزوجل احد صمد لم یلد ولم یولد و لم یکن لہ کفوا احد، فلا یجوز علیہ مایجوز علی الاجسام تبارك وتعالٰی۔[1] | مولٰی تعالٰی عرش پر علو رکھتا ہے مگر نہ اُس پر بیٹھا ہے نہ کھڑا، نہ اس سے لگا ہوا نہ اس معنٰی پر جُدا کہ اس سے ایک کنارے پر ہو یا دور ہو کہ لگا یا الگ ہونا اور اٹھنا بیٹھنا تو جسم کی صفتیں ہیں اور اللہ تعالٰی احد صمد ہے، نہ جنا نہ جنا گیا، نہ اس کے جوڑ کا کوئی، تو جو باتیں اجسام پر روا ہیں اللہ عزوجل پر روا نہیں ہو سکتیں۔ |

ضرب ۴۰: امام استاذ ابوبکر بن فورک سے نقل فرمایا کہ انہوں نے بعض ائمہ اہلسنت سے حکایت کی:

| | |
|---|---|
| استوٰی بمعنی علا ولا یرید بذلك علوا بالمسافۃ و التحیز والکون فی مکان متمکنا فیہ ولکن یرید معنی قول اللہ عزوجلء امنتم من فی السماء ای من فوقھا علٰی معنی نفی الحد عنہ وانہ لیس مما یحویہ طبق او یحیط بہ قطر۔[2] | یعنی استواء بمعنی علو ہے اور اس سے مسافت کی بُلندی یا مکان میں ہونا مراد نہیں بلکہ یہ کہ وہ حدو نہایت سے پاک ہے، عرش و فرش کا کوئی طبقہ اُسے محیط نہیں ہو سکتا نہ کوئی مکان اسے گھیرے، اسی معنی پر قرآن عظیم میں اُسے آسمان کے اوپر فرمایا، یعنی اس سے بلند و بالا ہے کہ آسمان میں سما سکے۔ |

امام بیہقی فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| قلت وھو علی ھذہ الطریقۃ من | حاصل یہ کہ اس طریقہ پر استواء صفات ذات |

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی قول اللہ تعالٰی الرحمن علی العرش استوٰی المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۲

[2] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی قول اللہ تعالٰی الرحمن علی العرش استوٰی المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۲۔۱۵۳

| | |
|---|---|
| صفات الذات و کلمة ثم تعلقت بالمستوی علیه.لا بالاستواء وهو کقوله عزوجل ثم الله شهید علٰی مایفعلون یعنی ثم یکون علمهم فیشهده وقداشار ابوالحسن علی بن اسمعیل الٰی هٰذه الطریقة حکایة، فقال وقال بعض اصحابنا انه صفة ذات ولا یقال لم یزل مستویا علٰی عرشه کما ان العلم بان الاشیاء قد حدثت من صفات الذات، ولایقال لم یزل عالما بان قد حدثت ولما حدثت بعد[1]۔ | سے ہوگا کہ اللہ سبحٰنہ بذاتہ اپنی تمام مخلوق سے بُلند وبالا ہے، نہ بُلندی مکان بلکہ بُلندیِ مالکیت وسلطان، اور اب پھر کا لفظ نظر بحدوث عرش ہوگا کہ وہ بُلندی ذاتی ہر حادث سے اس کے حدوث کے بعد متعلق ہوتی ہے جیسے قرآن عظیم میں فرمایا کہ پھر اللہ شاہد ہے اُن کے افعال پر یعنی جب ان کے افعال پیدا ہوئے تو شہودِ الٰہی ان سے متعلق ہوا جس طرح علمِ الٰہی قدیم ہے مگر یہ علم کہ چیز حادث ہوگئی اس کے حدوث کے بعد ہی متعلق ہوگا یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ازل میں جانتا تھا کہ اشیاء پیدا ہوچکیں حالانکہ ہنوز ناپیدا تھیں۔ |

**ضرب ۴۱:** پھر امام اہلسنت قدس سرہ سے نقل فرمایا:

| | |
|---|---|
| وجوابی هوالاول وهو انّ الله مستوی علی عرشه وانه فوق الاشیاء بائن منها بمعنی انها لا تحله ولا یحلها ولا یمسها ولا یشبهها ولیست البینونة بالعزلة، تعالٰی الله ربنا عن الحلول والمماسة علوًا کبیرا[2]۔ | میرا قول وہی پہلا ہے کہ اللہ عزوجل نے عرش کے ساتھ فعلِ استواء کیا اور ایک عرش ہی کیا وہ تمام اشیاء سے بالا اور سب سے جدا ہے بایں معنٰی کہ نہ اشیاء اس میں حلول کریں نہ وہ اُن میں، نہ وہ ان سے مَس کرے نہ اُن سے کوئی مشابہت رکھے، اور یہ جدائی نہیں کہ اللہ تعالٰی اشیاء سے ایک کنارے پر ہو، ہمارا رب حلول ومس وفاصلہ وعزلت سے بہت بلند ہے، جل وعلا۔ |

دیکھو ائمہ اہلسنت بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کی کیسی جڑ کاٹ رہے ہیں۔

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی قول اللہ تعالٰی الرحمن علی العرش استوٰی المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۳

[2] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی قول اللہ تعالٰی الرحمن علی العرش استوٰی المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۳

ضرب ۴۲: پھر امام اہلسنت سے نقل فرمایا:

| | |
|---|---|
| وقد قال بعض اصحابنا ان الاستواء صفة الله تعالٰی ینفی الاعوجاج عنه[1]۔ | یعنی بعض ائمہ اہلسنت نے فرمایا کہ صفت استواء کے معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کجی سے پاک ہے۔ |

**اقول:** (میں کہتا ہوں، ت) اس تقدیر پر استواء صفات سلبیہ سے ہوگا جیسے غنی یعنی کسی کا محتاج نہیں، یونہی مستوی یعنی اس میں کجی اور اعوجاج نہیں، اور اب علٰی ظرفِ مستقر ہوگا اور اسی علو ملک و سلطان کا مفید، اور ثم تراخی فی الذکر کے لیے، (ت) **کقوله تعالٰی:** "ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا"[2] (پھر ایمان والوں میں ہوا۔ت) **وقوله تعالٰی** "خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾"[3] (اس کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو فرمایا ہو جا، تو وہ ہوگیا۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

**ضرب ۴۳:** پھر امام استاذ ابو منصور ابن ابی ایوب سے نقل فرمایا کہ انہوں نے مجھے لکھ بھیجا:

| | |
|---|---|
| ان کثیرا من متاخری اصحابنا ذھبوا الی ان الاستواء ھو القھر والغلبة، و معناہ ان الرحمٰن غلب العرش و قھرہ، وفائدته الاخبار عن قھرہ مملوکاته، وانھا لم تقھرہ وانما خص العرش بالذکر لانه اعظم المملوکات فنبه بالاعلی علی الادنی، قال والاستواء بمعنی القھر و الغلبة شائع فی اللغة کما یقال استوٰی فلان علی الناحیة اذا غلب اھلھا وقال الشاعر فی | یعنی بہت متاخرین علمائے اہل سنت اس طرف گئے کہ استواء بمعنی قہر و غلبہ ہے، آیت کے معنی یہ ہیں کہ رحمٰن عزجلالہ عرش پر غالب اور اس کا قاہر ہے، اور اس ارشاد کا فائدہ یہ خبر دینا ہے کہ مولٰی تعالٰی اپنی تمام مملوکات پر قابو رکھتا ہے مملوکات کا اس پر قابو نہیں اور عرش کا خاص ذکر اس لیے فرمایا کہ وہ جسامت میں سب مملوکات سے بڑا ہے، تو اس کے ذکر سے باقی سب پر تنبیہ فرمادی اور استواء بمعنی قہر و غلبہ زبانِ عرب میں شائع ہے۔ پھر نثر و نظم سے اس کی نظریں پیش کیں کہ |

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیهقی باب ماجاء فی قول اللہ تعالٰی الرحمن علی العرش استوٰی المکتبة الاثریة سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۳

[2] القرآن الکریم ۹۰/ ۱۷

[3] القرآن الکریم ۳/ ۵۹

| | |
|---|---|
| بشر بن مروان۔<br>قد استوی بشر علی العراق<br>من غیر سیف ودم مهراق<br>یرید انه غلب اهله من غیر محاربة۔[1] | جب کوئی شخص کسی بستی والوں پر غالب آجائے تو کہا جاتا ہے استوی فلان علی الناحیۃ اور شاعر نے بشر بن مروان کے بارے میں کہا تحقیق بشر عراق پر غالب آگیا تلوار کے ساتھ خون بہائے بغیر، شاعر کی مراد یہ ہے کہ وہ جنگ کیے بغیر بستی والوں پر غالب آگیا۔ (ت) |

گمراہ وہابیو! تم نے دیکھا کہ تمہاری ہی پیش کردہ کتابوں نے تمہیں کیا کیا سزائے کردار کو پہنچایا مگر تمہیں حیا کہاں!

## دُوسرا اتپانچہ:

جاہل بے خرد نے بک دیا کہ اللہ تعالٰی کا احاطہ فقط از رُوئے علم ہے اس میں اللہ تعالٰی کی قدرت کا بھی منکر ہوا، اللہ عزوجل کی صفت بصر سے بھی بے بصر ہوا، اپنی مستندہ کتابوں کا بھی خلاف کیا، خود اپنی بے ہودہ تحریر سے بھی تناقض واختلاف کیا۔ وجوہ سنیئے۔

ضرب ۴۴: قال اللہ تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "اَلَاۤ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۠" [2] | سنتا ہے وہ شک میں ہیں اپنے رب سے ملنے سے، سُنتا ہے خدا ہر چیز کو محیط ہے۔ |

ضرب ۴۵: قال اللہ تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا ۠" [3]۔ | اللہ ہر شے کو محیط ہے۔ |

ضرب ۴۶: قال اللہ تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ مُّحِیْطٌ ۚ" [4]۔ | اللہ ان کے آس پاس سے محیط ہے۔ |

ان تینوں آیتوں میں اللہ عزوجل کو محیط بتایا ہے، احاطہ علم کی آیت جُدا ہے۔

---

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیهقی باب ماجاء فی قول اللہ تعالٰی الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۳

[2] القرآن الکریم ۴۱/ ۵۴

[3] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۶

[4] القرآن الکریم ۸۵/ ۲۰

| | |
|---|---|
| "وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلْمًا ۟" [1]۔ | بے شک اللہ تعالٰی کا علم ہر شے کو محیط ہے۔(ت) |

**ضرب ۴۷:** ترجمہ رفیعیہ میں ہے: خبردار ہو تحقیق وہ بیچ شک کے ہیں ملاقات پروردگار اپنے کی سے، خبردار ہو تحقیق وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے [2]۔

**ضرب ۴۸:** اسی میں ہے۔اور ہے اللہ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا، [3]

**ضرب ۴۹:** اُسی میں ہے: اور اللہ اُن کے پیچھے سے گھیر رہا ہے۔ [4]

**ضرب ۵۰:** موضح القرآن میں ہے: سنتا ہے وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے، سُنتا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو۔ [5]

**ضرب ۵۱:** اُسی میں زیر آیتِ ثالثہ ہے: اور اللہ نے اُن کے گرد سے گھیرا ہے۔ [6]

ان دونوں تیرے مستند مترجموں نے بھی یہ احاطہ خود اللہ عزوجل ہی کی طرف نسبت کیا۔

**ضرب ۵۲:** اُسی میں زیر آیت ثانیہ ہے: اللہ کے ڈھب میں ہے، سب چیز [7]۔ یہ احاطہ از روئے قدرت لیا۔

**ضرب ۵۳:** جامع البیان میں زیر آیت اُولٰی ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۶۵/ ۱۲

[2] ترجمہ شاہ رفیع الدین آیۃ ۴۱ / ۵۴ ممتاز کمپنی لاہور ص ۵۲۹ و ۵۳۰

[3] ترجمہ شاہ رفیع الدین آیۃ ۴/ ۱۲۶ ممتاز کمپنی لاہور ص ۱۰۹

[4] ترجمہ شاہ رفیع الدین آیۃ ۸۵/ ۱۲ ممتاز کمپنی لاہور ص ۶۵

[5] موضح القرآن ترجمہ وتفسیر شاہ عبد القادر ۱۲۱ تاج کمپنی لاہور ص ۵۱۱

[6] موضح القرآن ترجمہ وتفسیر شاہ عبد القادر ۱۲۱ تاج کمپنی لاہور ص ۱۶۷

[7] موضح القرآن ترجمہ وتفسیر شاہ عبد القادر ۱۲۱ تاج کمپنی لاہور ص ۱۲۰

| | |
|---|---|
| الکل تحت علمه وقدرته [1]۔ | یعنی سب اُس کے علم و قدرت کے نیچے ہیں۔ |

**ضرب ۵۴:** زیر آیت ثانیہ ہے: بعلمه وقدرته۔ اللہ علم و قدرت دونوں کی رُو سے محیط ہے [2]۔ **ضرب ۵۵:** مدارک شریف میں زیر آیت ثالثہ ہے:

| | |
|---|---|
| ضعالم باحوالهم وقادر علیهم وهم لایعجزونه۔ [3] | یعنی اللہ اُن کے احوال کا عالم اور ان پر قادر ہے وہ اسے عاجز نہیں کرسکتے۔ |

**ضرب ۵۶:** کتاب الاسماء میں ہے:

| | |
|---|---|
| المحیط راجع الی کمال العلم و القدرۃ [4]۔ | اسم الٰہی محیط کے معنی کمال علم و قدرت کی طرف راجع ہیں۔ |

ان تیرے مستندوں نے احاطہ فقط ازروئے علم ہونا کیسا باطل کیا۔ **ضرب ۵۷:** اللہ عزوجل کی بصر بھی محیط ہے، **قال تعالٰی:**

| | |
|---|---|
| "اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ﴿۱۹﴾" [5]۔ | اللہ تعالٰی ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ |

**ضرب ۵۸:** اس کا سمع بھی محیط اشیاء ہے۔

| | |
|---|---|
| کما حققه عالم اهل السنة مدظله فی منهیات سبحن السبوح۔ | جیسا کہ عالم اہلسنت نے سبحٰن السبوح کے منہیات میں اس کی تحقیق فرمائی ہے (ت) |

**ضرب ۵۹:** قدرت بھی محیط ہے، **قال تعالٰی:**

| | |
|---|---|
| "اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾" [6]۔ | بے شک اللہ تعالٰی ہر شے پر قادر ہے۔ (ت) |

**ضرب ۶۰:** خالقیت بھی محیط ہے، قال تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ" [7]۔ | اللہ تعالٰی ہر شے کا خالق ہے پس اسی کی عبادت کرو۔ (ت) |

---

[1] جامع البیان لمحمد بن عبدالرحمن آیه ۴۱/ ۵۴ دار نشر الکتب الاسلامیه گوجرانواله ۲/ ۲۵۲

[2] جامع البیان لمحمد بن عبدالرحمن آیه ۴۱/ ۵۴ دار نشر الکتب الاسلامیه گوجرانواله ۱/ ۱۴۶

[3] مدارك التنزیل (تفسیر النسفی) آیة ۸۵/ ۲۰ دار الکتاب العربی بیروت ۴/ ۳۴۷

[4] کتاب الاسماء والصفات للبیهقی ابواب ذکر الاسماء التی متبع فی التشبیه الخ. المکتبة الاثریه سانگلہ ہل شیخوپورہ ۱/ ۸۱

[5] القرآن الکریم ۶۷/ ۱۹

[6] القرآن الکریم ۲/ ۲۰ و ۲/ ۱۰۶ و ۲/ ۱۰۹ و ۲/ ۱۴۸ وغیرہ

[7] القرآن الکریم ۶/ ۱۰۲

ضرب ۶۱: مالکیت بھی محیط ہے قال تعالٰی۔

| | |
|---|---|
| "بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۠" [1]۔ | اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا قبضہ ہے۔(ت) |

اس بے خرد وہابی نے فقط از روئے علم کہہ کر ان تمام صفات الٰہیہ کے احاطہ سے انکار کر دیا، آنکھیں رکھتا ہو تو سوجھے کہ اپنی گہری جہالت کی گھٹاٹوپ اندھیری میں کتنی آیتوں کا رد کر گیا۔

بالجملہ اگر مذہب متقدمین لیجئے تو ہم ایمان لائے کہ ہمارے مولٰی تعالٰی کا علم محیط ہے جیسا کہ سورہ طلاق میں فرمایا، اور احاطہ علم کے معنی ہمیں معلوم ہیں کہ۔

| | |
|---|---|
| "لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ" [2]۔ | اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔(ت) |

اور ہمارا مولٰی عزوجل محیط ہے جیسا کہ سورہ نساء سورہ فصلت و سورہ بروج میں ارشاد فرمایا اور اس کا احاطہ ہماری عقل سے وراء ہے۔

| | |
|---|---|
| "اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ" [3] | ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔(ت) |

اور اگر مسلک متاخرین چلیے تو اللہ تعالٰی جس طرح از روئے علم محیط ہے یونہی از روئے قدرت و از روئے سمع و از راہ بصر و از جہت ملک و از وجہ خلق وغیر ذلک، تو فقط علم میں احاطہ منحصر کر دینا ان سب صفات وآیات سے منکر ہو جانا ہے۔

**ضرب ۶۲:** بے وقوف چند سطر بعد مانے گا کہ جتنی صفتیں کلامِ شارع میں وارد ہیں اُن سے سکوت نہ ہوگا، یہاں احاطہ ذات سے سکوت کیسا، انکار کر گیا مگر وہابی را حافظہ نباشد، یہ کیسا صریح تناقض ہے۔

## تیسرا تپانچہ:
## اصل تپانچہ قیامت کا تپانچہ جس سے مجسمی گمراہی کا سرمہ ہو جائے

بدمذہب گمراہ نے صاف بک دیا کہ اس کا معبود مکان رکھتا ہے عرش پر بستا ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۳۶/ ۸۳

[2] القرآن الکریم ۳۴/ ۳

[3] القرآن الکریم ۳/ ۷

تعالیٰ اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیراo اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے جو ظالم کہتے ہیں ت)

**ضرب ۶۳**: وہابیہ مجسمہ کے پیر مغاں اسمٰعیل آنجہانی علیہ ما علیہ کے دادا پیر اور استاد اور باپ یعنی جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کا ارشاد اوپر گزرا کہ اہلسنت کے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ عزوجل مکان سے پاک ہے، اس کے بدعتی ہونے میں انہیں کا فتوی کافی۔

**ضرب ۶۴ تا ۶۷**: بحرالرائق و عالمگیری و قاضی خان و فتاوٰی خلاصہ کی عبارتیں بھی اوپر گزریں کہ جو اللہ عزوجل کے لیے مکان مانے کافر ہے۔

یہ تو اوپر کے پانچ تھے اب اصل طرز کے لیجئے یعنی اس کی مستند کتابوں سے اُسے رگیدنا، پھر کچھ دلائل قاطعہ عقلیہ ونقلیہ کے جگر دوز جوشن گزار تیروں سے مجسمیت کا کلیجا چھیدنا، وباللہ التوفیق ووصول التحقیق۔

**ضرب ۶۸**: مدارک شریف سورہ اعراف میں ہے:

| | |
|---|---|
| انہ تعالیٰ کان قبل العرش ولا مکان و ھو الاٰن کما کان،لان التغیر من صفات الاکوان [1]۔ | بے شک اللہ تعالیٰ عرش سے پہلے موجود تھا جب مکان کا نام و نشان نہ تھا اور وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا جب تھا اس لیے کہ بدل جانا تو مخلوق کی شان ہے۔ |

**ضرب ۶۹**: یونہی سورہ طٰہٰ میں تصریح فرمائی کہ عرش مکانِ الٰہی نہیں، اللہ عزوجل مکان سے پاک ہے، عبارت سابقاً منقول ہوئی۔

**ضرب ۷۰**: سورہ یونس میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| ای استولی فقد یقدس الدیان جل و عزعن المکان والمعبود عن الحدود [2]۔ | استواء بمعنی استیلاء وغلبہ ہے نہ بمعنی مکانیت اس لیے کہ اللہ عزوجل مکان سے پاک اور معبود جل وعلا حد و نہایت سے منزہ ہے۔ |

ہزار نفرین اُس بیحیا آنکھ کو جو ایسے ناپاک بول بول کر ایسی کتابوں کا نام لیتے ہوئے ذرا نہ جھپکے۔

[1] مدارك التنزيل (تفسير النسفی) آيت ۷/ ۵۴ دار الكتاب العربی بيروت ۲/ ۵۶

[2] مدارك التنزيل (تفسير النسفی) آيت ۱۰/ ۳ دار الكتاب العربی بيروت ۲/ ۱۵۳

ضرب ۷۱: امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں امام اجل ابوعبداللہ حلیمی سے زیر اسم پاک متعالی نقل فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| معناہ المرتفع عن ان یجوز علیہ مایجوز علی المحدثین من الازواج والاولادو الجوارح والاعضاء و اتخاذ السریر للجلوس علیہ، والا حتجاب بالستور عن ان تنفذ الابصار الیہ، و الانتقال من مکان الٰی مکان، ونحو ذلك فان اثبات بعض ھذہ الاشیاء یوجب النھایۃ وبعضھا یوجب الحاجۃ، وبعضھا یوجب التغیر والاستحالۃ، و شیئ من ذٰلك غیر لائق بالقدیم ولا جائز علیہ۔[1] | یعنی نام الٰہی متعالی کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عزوجل اس سے پاک و منزہ ہے کہ جو باتیں مخلوقات پر روا ہیں جیسے جورو، بیٹا، آلات، اعضاء، تخت پر بیٹھنا، پردوں میں چھپنا، ایک مکان سے دوسرے کی طرف انتقال کرنا (جس طرح چڑھنے، اُترنے، چلنے، ٹھہرنے میں ہوتا ہے) اس پر روا ہوسکیں اس لیے کہ ان میں بعض باتوں سے نہایت لازم آئے گی بعض سے احتیاج بعض سے بدلنا متغیر ہونا اور ان میں سے کوئی امر اللہ عزوجل کے لائق نہیں، نہ اس کے لیے امکان رکھے۔ |

کیوں پچتائے تو نہ ہوگے کتاب الاسماء کا حوالہ دے کر، تف ہزار تُف وہابیہ مجسمہ کی بے حیائی پر۔

ضرب ۷۲: باب ماجاء فی العرش میں امام سلیمٰن خطابی علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| لیس معنی قول المسلمین ان اللہ تعالٰی استوٰی علی العرش ھوانہ مماس لہ او متمکن فیہ، اومتحیز فی جھۃ من جھاتہ، لکنہ بائن من جمیع خلقہ، وانما ھو خبرجاء بہ التوقیف فقلنا بہ، ونفینا عنہ التکیف اذ لیس کمثلہ شیئ وھو | مسلمانوں کے اس قول کے کہ اللہ تعالٰی عرش پر ہے، یہ معنی نہیں کہ وہ عرش سے لگا ہوا ہے یا وہ اس کا مکان ہے یا وہ اس کی کسی جانب میں ٹھہرا ہوا ہے بلکہ وہ تو اپنی تمام مخلوق سے نرالا ہے یہ تو ایک خبر ہے کہ شرع میں وارد ہوئی تو ہم نے مانی اور چگونگی اس سے دور و مسلوب جانی اس لیے کہ اللہ کے مشابہ کوئی |

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیھقی جماع ابواب ذکر الاسماء التی تتبع نفی التشبیہ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل ۱/۲ ۷۱ و ۷۲

| | |
|---|---|
| السمیع العلیم [1]۔ | چیز نہیں اور وہی ہے سننے دیکھنے والا۔ |

**ضرب ۷۳:** اس سے گزرا کہ اللہ عزوجل کے علو سے اس کا امکان بالا میں ہونا مراد نہیں، مکان اسے نہیں گھیرتا۔

**ضرب ۷۴:** نیز یہ کلیہ بھی گزرا کہ جو اجسام پر روا ہے اللہ عزوجل پر روا نہیں۔

**ضرب ۷۵:** اُسی میں یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے طبقات آسمان پھر ان کے اوپر عرش پھر طبقاتِ زمین کا بیان کرکے فرمایا:

| | |
|---|---|
| والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم احدکم بحبل الی الارض السابعۃ لھبط علی اللہ تبارک وتعالٰی ثم قرأرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و ھو الاول والاخر والظاھر والباطن۔[2] | قسم اس کی جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جان ہے اگر تم کسی کو رسی کے ذریعہ سے ساتویں زمین تک لٹکاؤ تو وہاں بھی وہ اللہ عزوجل ہی تک پہنچے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ ہی ہے اول وآخر وظاہر و باطن۔ |

اس حدیث کے بعد امام فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| الذی روی فی اٰخر ھٰذا الحدیث اشارۃ الی نفی المکان عن اللہ تعالٰی وان العبد اینما کان فھو فی القرب و البعد من اللہ تعالٰی سواء وانہ الظاھر، فیصح ادراکہ بالدلالۃ، الباطن فلا یصح ادراکہ بالکون فی مکان۔[3] | اس حدیث کا پچھلا فقرہ اللہ عزوجل سے نفی مکان پر دلالت کرتا ہے اور یہ کہ بندہ کہیں ہو اللہ عزوجل سے قُرب و بعد میں یکساں ہے، اور یہ کہ اللہ ہی ظاہر ہے تو دلائل سے اُسے پہچان سکتے ہیں اور وہی باطن ہے کسی مکان میں نہیں کہ یوں اسے جان سکیں۔ |

**اقول:** یعنی اگر عرش اُس کا مکان ہوتا تو جو ساتویں زمین تک پہنچا وہ اس سے کمال دوری و بعد پر ہو جاتا نہ کہ وہاں بھی اللہ ہی تک پہنچتا، اور مکانی چیز کا ایک آن میں دو مختلف

[1] کتاب الاسماء والصفات باب ماجاء فی العرش والکرسی المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۳۹
[2] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی جماع ابواب ذکر الاسماء التی تتبع نفی التشبیہ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل ۲/ ۱۴۴
[3] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی جماع ابواب ذکر الاسماء التی تتبع نفی التشبیہ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل ۲/ ۱۴۴

مکان میں موجود ہونا محال اور یہ اس سے بھی شنیع تر ہے کہ عرش تا فرش تمام مکانات بالا وزیریں دفعۃً اس سے بھرے ہوئے مانو کہ تجزیہ وغیرہ صدہا استحالے لازم آنے کے علاوہ معاذ اللہ اللہ تعالٰی کو اسفل وادنی کہنا بھی صحیح ہوگا لاجرم قطعًا یقینًا ایمان لانا پڑے گا کہ عرش وفرش کچھ اس کا مکان نہیں، نہ وہ عرش میں ہے نہ ماتحت الثرٰی میں، نہ کسی جگہ میں ہاں اس کا علم و قدرت و سمع وبصر وملک ہر جگہ ہے۔ جس طرح امام ترمذی نے جامع میں ذکر فرمایا:

| | |
|---|---|
| واستدل بعض اصحابنا فی نفی المکان عنه تعالٰی بقول النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم انت الظاھر فلیس فوقك شیئ وانت الباطن فلیس دونك شیئ واذا لم یکن فوقه شیئ ولادونه شیئ لم یکن فی مکان[1]۔ | یعنی اور بعض ائمہ اہلسنت نے اللہ عزوجل سے نفی مکان پر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا کہ اپنے رب عزوجل سے عرض کرتے ہیں تو ہی ظاہر ہے تو کوئی تجھ سے اوپر نہیں، اور تو ہی باطن ہے تو کوئی تیرے نیچے نہیں، جب اللہ عزوجل سے نہ کوئی اوپر ہوا نہ کوئی نیچے تو اللہ تعالٰی کسی مکان میں نہ ہوا۔ |

یہ حدیث صحیح مسلم شریف وسنن ابی داؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ورواہ البیھقی فی الاسم الاول والاخر (اسے بیہقی نے اسم اول وآخر میں ذکر کیا ہے۔ت)

**اقول:** حاصل دلیل یہ کہ اللہ عزوجل کا تمام امکنہ زیر و بالا کو بھرے ہونا تو بداہۃً محال ہے ورنہ وہی استحالے لازم آئیں، اب اگر مکان بالا میں ہوگا تو اشیاء اس کے نیچے ہوں گی اور مکان زیریں میں ہوا تو اشیاء اُس سے اوپر ہوں گی اور وسط میں ہوا تو اوپر نیچے دونوں ہوں گی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی وسلم فرماتے ہیں، نہ اس سے اوپر کچھ ہے نہ نیچے کچھ، تو واجب ہوا کہ مولٰی تعالٰی مکان سے پاک ہو۔

**ضرب ۷۷:** عرش فرش جگہ کو معاذ اللہ مکانِ الٰہی کہو اللہ تعالٰی ازل سے اس میں متمکن تھا یا اب متمکن ہوا، پہلی تقدیر پر وہ مکان بھی ازلی ٹھہرا اور کسی مخلوق کو ازلی ماننا باجماع مسلمین

[1] کتاب الاسماء والصفات باب ماجاء فی العرش والکرسی المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۴۴

کفر ہے دوسری تقدیر پر اللہ تعالیٰ عزوجل میں تغیر آیا اور یہ خلافِ شان الوہیت ہے۔

**ضرب ۷۸: اقول:** مکان خواہ بعد موہوم ہو یا مجرد یا سطح حاوی مکین کو اُس کا محیط ہونا لازم، محیط یا مماس بعض شے مکان یا بعض مکان ہے نہ مکان شے، مثلاً ٹوپی کو نہیں کہہ سکتے کہ پہننے والے کا مکان، تم جوتا پہنے ہو تو یہ نہ کہیں گے کہ تمہارا مکان جوتے میں ہے، تو عرش اگر معاذاللہ مکان الٰہی ہو لازم کہ اللہ عزوجل کو محیط ہو، یہ محال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: "وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا" [1] اللہ تعالیٰ عرش وفرش سب کو محیط ہے۔ وہ احاطہ جو عقل سے وراء ہے اور اس کی شان قدوسی کے لائق ہے اس کا غیر اسے محیط نہیں ہوسکتا۔

**ضرب ۷۹:** نیز لازم کہ اللہ عزوجل عرش سے چھوٹا ہو۔

**ضرب ۸۰:** نیز محدود محصور ہو۔

**ضرب ۸۱:** ان سب شناعتوں کے بعد جس آیت سے عرش کی مکانیت نکالی تھی وہی باطل ہوگئی، آیت میں عرش پر فرمایا ہے اور عرش مکانِ خدا ہو تو خدا عرش کے اندر ہوگا نہ کہ عرش پر۔

**ضرب ۸۲: اقول:** جب تیرے نزدیک تیرا معبود مکانی ہوا تو دو حال سے خالی نہیں جزء لایتجزی کے برابر ہوگا یا اس سے بڑا، اول باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرا معبود ہر چھوٹی چیز سے چھوٹا ہوا، ایک دانہ ریگ کے ہزارویں لاکھوں حصے سے بھی کمتر ہوا، نیز اس صورت میں صدہا آیات واحادیث عین وید ووجہ وساق وغیرہا کا انکار ہوگا کہ جب تشابہات ظاہر پر محمول ٹھہریں تو یہاں بھی معانی مفہومہ ظاہرہ مراد لینے واجب ہوں گے اور جزء لایتجزی کے لیے آنکھ، ہاتھ، چہرہ، پاؤں ممکن نہیں۔ اگر کہیے وہ ایک ہی جزء اِن سب اعضاء کے کام دیتا ہے، لہٰذا ان ناموں سے مسمّٰی ہوا تو یہ بھی باطل ہے کہ **اولاً** تو اس کے لیے یہ اشیاء مانی گئی ہیں نہ یہ کہ وہ خود یہ اشیاء ہے۔ **ثانیاً:** **باعیننا** اور **بل یداہ** کا کیا جواب ہوگا کہ جزء لایتجزی میں دو فرض نہیں کرسکتے۔ اور **مبسوطتان** تو صراحۃً اس کا ابطال ہے جو ہر فرد میں بسط کہاں، اور ثانی بھی باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرے معبود کے ٹکڑے ہو سکیں گے اس میں حصے فرض کرسکیں گے اور معبود حق عزجلالہ اس سے پاک ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۶

**ضرب ۸۳: اقول:** جو کسی چیز پر بیٹھا ہو اس کی تین ہی صورتیں ممکن، یا تو وہ بیٹھک اس کے برابر ہے یا اس سے بڑی ہے کہ وہ بیٹھا ہے اور جگہ خالی باقی ہے یا چھوٹی ہے کہ وہ پورا اس بیٹھک پر نہ آیا کچھ حصہ باہر ہے، اللہ عزوجل میں یہ تینوں صورتیں محال ہیں، وہ عرش کے برابر ہو تو جتنے حصے عرش میں ہو سکتے ہیں اس میں بھی ہو سکیں گے، اور چھوٹا ہو تو اسے خدا کہنے سے عرش کو خدا کہنا اولی ہے کہ وہ خدا سے بھی بڑا ہے اور بڑا ہو تو بالفعل حصے متعین ہوگئے کہ خدا کا ایک حصہ عرش سے ملا ہے اور ایک حصہ باہر ہے۔

**ضرب ۸۴: اقول:** خدا اس عرش سے بھی بڑا بنا سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو عاجز ہوا حالانکہ "اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۠ ﴿۲۰﴾" [1] ۔بے شک اللہ تعالٰی ہر چیز پر قادر ہے۔ت) اور اگر ہاں تو اب اگر خدا عرش سے چھوٹا نہیں برابر بھی ہو تو جب عرش سے بڑا بنا سکتا ہے اپنے سے بڑا بھی بنا سکتا ہے کہ جب دونوں برابر ہیں تو جو عرش سے بڑا ہے خدا سے بھی بڑا ہے اور اگر خدا عرش سے بڑا ہی تو غیر متناہی بڑا نہیں ہو سکتا کہ لاتناہی ابعاد دلائل قاطعہ سے باطل ہے لاجرم بقدر متناہی بڑا ہوگا۔ مثلاً عرش سے دونا فرض کیجئے، اب عرش سے سوائی ڈیوڑھی، پون دگنی، تگنی مقداروں کو پوچھتے جائیے کہ خدا ان کے بنانے پر قادر ہے یا نہیں، جہاں انکار کروگے خدا کو عاجز کہوگے اور اقرار کرتے جاؤگے تو وہی مصیبت آڑے آئے گی کہ خدا اپنے سے بڑا بنا سکتا ہے۔

**ضرب ۸۵: اقول:** یہ تو ضرور ہے کہ خدا جب عرش پر بیٹھے تو عرش سے بڑا ہو ورنہ خدا اور مخلوق برابر ہو جائیں گے یا مخلوق اس سے بڑی ٹھہرے گی، اور جب وہ بیٹھنے والا اپنی بیٹھک سے بڑا ہے تو قطعاً اس پر پورا نہیں آسکتا جتنا بڑا ہے اتنا حصہ باہر رہے گا تو اس میں دو حصے ہوئے ایک عرش سے لگا اور ایک الگ۔ اب سوال ہوگا کہ یہ دونوں حصے خدا ہیں یا جتنا عرش سے لگا ہے وہی خدا ہے باہر والا خدائی سے جدا ہے یا اس کا عکس ہے یا اُن میں کوئی خدا نہیں بلکہ دونوں کا مجموعہ خدا ہے پہلی تقدیر پر دو خدا لازم آئیں گے، دوسری پر خدا و عرش برابر ہوگئے کہ خدا تو اتنے ہی کا نام رہا جو عرش سے ملا ہوا ہے۔ تیسری تقدیر پر خدا عرش پر نہ بیٹھا کہ جو خدا ہے وہ الگ ہے اور جو لگا ہے وہ خدا نہیں، چوتھی پر عرش خدا کا مکان نہ ہوا کہ وہ اگر مکان ہے تو اُتنے ٹکڑے کا جو اس سے ملا ہے اور وہ خدا نہیں۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۰ و ۱۰۶ و ۱۰۹ و ۱۴۸ وغیرہ

**ضرب ۸۶: اقول:** جو مکانی ہے اور جزء لایتجزے کے برابر نہیں اسے مقدار سے مفر نہیں اور مقدار غیر متناہی بالفعل باطل ہے اور مقدار متناہی کے افراد نامتناہی ہیں اور شخص معین کو اُن میں سے کوئی قدر معین ہی عارض ہوگی، تو لاجرم تیرا معبود ایک مقدار مخصوص محدود پر ہوا اس تخصیص کو علت سے چارہ نہیں مثلاً کروڑ گز کا ہے تو دو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، دو کروڑ کا ہے تو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، اس تخصیص کی علت تیرا معبود آپ ہی ہے یا اس کا غیر اگر غیر ہے جب تو سچا خدا وہی ہے جس نے تیرے معبود کو اتنے یا اتنے گز کا بنایا، اور اگر خود ہی ہو تاہم بہر حال اس کا حادث ہونا لازم کہ امورِ متساویۃ النسبۃ میں ایک کی ترجیح ارادے پر موقوف، اور ہر مخلوق بالارادہ حادث ہے تو وہ مقدار مخصوص حادث ہوئی اور مقداری کا وجود بے مقدار کے محال، تو تیرا معبود حادث ہوا اور تقدم الشیئ علی نفسہ کا لزوم علاوہ۔

**ضرب ۸۷: اقول:** ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے تو تیرے معبود سے بڑا اور اس کے بڑے سے بڑا ممکن۔

**ضرب ۸۸: اقول:** جہات فوق و تحت دو مفہوم اضافی ہیں ایک کا وجود بے دوسرے کے محال ہر بچہ جانتا ہے کہ کسی چیز کو اوپر نہیں کہہ سکتے جب تک دوسری چیز نیچی نہ ہو، اور ازل میں اللہ عزوجل کے سوا کچھ نہ تھا۔ صحیح بخاری شریف میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| کان اللّٰہ تعالٰی ولم یکن شیئ غیرہ [1]۔ | اللہ تعالٰی تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ |

تو ازل میں اللہ عزوجل کا فوق یا تحت ہونا محال اور جب ازل میں محال تھا تو ہمیشہ محال رہے گا ورنہ اللہ عزوجل کے ساتھ حوادث کا قیام لازم آئے گا اور یہ محال ہے، کتاب الاسماء والصفات میں امام ابو عبداللہ حلیمی سے ہے:

| | |
|---|---|
| اذاقیل للّٰہ العزیز فانما یراد بہ الاعتراف لہ بالقدم الذی لایتہیأ معہ تغیرہ عمالم یزل علیہ من القدرۃ والقوۃ و | جب اللہ تعالٰی کو عزیز کہا جائے تو اس سے اس کے قدم کا اعتراف ہے کہ جس کی بناء پر ازل سے اس کی قدرت وطاقت پر کوئی تغیر نہیں ہوا، اور اللہ تعالٰی کی پاکیزگی کی طرف راجع ہے ان چیزوں سے جو |

[1] صحیح البخاری کتاب بدءِ الخلق باب ماجاء فی قول اللہ تعالٰی وھو الذی یبدؤ الخلق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۵۳

| | |
|---|---|
| ذٰلك عائد الى تنزيهه تعالٰى عما يجوز على المصنوعين لاعراضهم بالحدوث فى انفسهم للحوادث ان تصيبهم وتغيرهم[1]۔ | مخلوق کے لیے ہوسکتی ہیں کیونکہ وہ خود اور ان کے حوادث تغیر پاتے ہیں۔(ت) |

**ضرب ۸۹: اقول:** ہر ذی جہت قابل اشارہ حسیہ ہے کہ اُوپر ہوا تو اُنگلی اوپر کو اٹھا کر بتا سکتے ہیں، کہ وہ ہے اور نیچے ہوا تو نیچے کو، اور ہر قابل اشارہ حسیہ متحیز ہے اور متحیز جسم یا جسمانی ہے اور ہر جسم و جسمانی محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک ہے تو واجب ہوا کہ جہت سے پاک ہو، نہ اوپر ہو نہ نیچے، نہ آگے نہ پیچھے، نہ دہنے نہ بائیں تو قطعًا لازم کہ کسی مکان میں نہ ہو۔

**ضرب ۹۰: اقول:** عرش زمین سے غایت بعد پر ہے اور اللہ بندے سے نہایت قرب میں۔ قال اللہ تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾"[2]۔ | ہم تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔(ت) |

قال اللہ تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط"[3]۔ | جب تجھ سے میرے متعلق میرے بندے سوال کریں تو میں قریب ہوں۔(ت) |

تو اگر عرش پر اللہ عزوجل کا مکان ہوتا اللہ تعالٰی ہر دور تر سے زیادہ ہم سے دور ہوتا، اور وہ بنصِ قرآن باطل ہے۔

**ضرب ۹۱:** مولٰی تعالٰی اگر عرش پر چڑھا بیٹھا ہے تو اس سے اُتر بھی سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو عاجز ہوا اور عاجز خدا نہیں، اور اگر ہاں تو جب اُترے گا عرش سے نیچے ہوگا تو اس کا اسفل ہونا بھی ممکن ہوا اور اسفل خدا نہیں۔

**ضرب ۹۲: اقول:** اگر تیرے معبود کے لیے مکان ہے اور مکان و مکانی کو جہت سے چارہ نہیں کہ جہات نفس امکنہ ہیں یا حدود امکنہ، تو اب دو حال سے خالی نہیں، یا تو آفتاب کی طرح صرف ایک ہی طرف ہوگا یا آسمان کی مانند ہر جہت سے محیط، اولٰی باطل ہے بوجوہ۔

---

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی جماع ابواب ذکر الاسماء التی تتبع نفی التشبیہ الخ. المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۷

[2] القرآن الکریم ۵۰/ ۱۶

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۸۶

**اولاً:** آیہ کریمہ "وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا۠ (۱۲۶)" [1]۔ (اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز کو محیط ہے۔ت) کے مخالف ہے۔

**ثانیاً:** کریمہ "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ" [2]۔ (تم جدھر پھرو تو وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ت) کے خلاف ہے۔

**ثالثاً:** زمین کروی یعنی گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی ثابت ہوئی ہے اور بحمد اللہ ہر جگہ اسلام پہنچا ہوا ہے نئی پرانی دنیائیں سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمے سے گونج رہی ہیں شریعتِ مطہرہ تمام بقاع کو عام ہے۔

| | |
|---|---|
| "تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَاۙ (۱)" [3]۔ | وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے خاص بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ سب جہانوں کے لیے ڈر سنانے والا ہو۔(ت) |

اور صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ان احدکم اذا کان فی الصّلوٰۃ فان اللہ تعالیٰ قبل وجھہ فلا یتنخّمن احد قبل وجھہ فی الصّلوٰۃ [4]۔ | جب تم میں کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے ہے تو ہرگز کوئی شخص نماز میں سامنے کو کھکار نہ ڈالے۔ |

اگر اللہ تعالیٰ ایک ہی طرف ہے تو ہر پارہ زمین میں نماز پڑھنے والے کے سامنے کیونکر ہو سکتا ہے۔

**رابعاً:** ان گمراہوں مکان وجہت ماننے والوں کے پیشواؤں ابن تیمیہ وغیرہ نے اللہ تعالیٰ کے جہت بالا میں ہونے پر خود ہی یہ دلیل پیش کی ہے کہ تمام جہان کے مسلمان دعا و مناجات کے وقت ہاتھ اپنے سروں کی طرف اٹھاتے ہیں۔پُر ظاہر کہ یہ دلیل ذلیل طبل کلیل کہ ائمہ کرام جس کے پرخچے اُڑا چکے اگر ثابت کرے گی تو اللہ عزوجل کا سب طرف سے محیط ہونا کہ ایک ہی طرف ہوتا تو وہیں کے

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۶

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۵

[3] القرآن الکریم ۲۵/ ۱

[4] صحیح البخاری کتاب الاذان باب ھل یلتفت لامر ینزل بہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰۴

مسلمان سر کی طرف ہاتھ اٹھاتے جہاں وہ سروں کے مقابل ہے باقی اطراف کے مسلمان سروں کی طرف کیونکر اٹھاتے بلکہ سمت مقابل کے رہنے والوں پر لازم ہوتا کہ اپنے پاؤں کی طرف ہاتھ بڑھائیں کہ ان مجسمہ کا معبود اُن کے پاؤوں کی طرف ہے۔ بالجملہ پہلی شق باطل ہے، رہی دوسری اس پر یہ احاطہ عرش کے اندر اندر ہرگز نہ ہوگا ورنہ استواء باطل ہوجائے گا، ان کا معبود عرش کے اوپر نہ ہوگا نیچے قرار پائے گا، لاجرم عرش کے باہر سے احاطہ کرے گا اب عرش ان کے معبود کے پیٹ میں ہوگا تو عرش اس کا مکان کیونکر ہوسکتا ہے بلکہ وہ عرش کا مکان ٹھہرا اور اب عرش پر بیٹھنا بھی باطل ہوگیا، کہ جو چیز اپنے اندر ہو اس پر بیٹھنا نہیں کہہ سکتے کیا تمہیں کہیں گے کہ تم اپنے دل یا جگر یا طحال پر بیٹھے ہوئے ہو، گمراہو، حجۃ اللہ یوں قائم ہوتی ہے۔

**ضرب ۹۳: اقول:** شرع مطہر نے تمام جہان کے مسلمانوں کو نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم فرمایا، یہی حکم دلیل قطعی ہے کہ اللہ عزوجل جہت و مکان سے پاک و بری ہے، اگر خود حضرت عزت جلالہ کے لیے طرف وجہت ہوتی محض مہمل باطل تھا کہ اصل معبود کی طرف منہ کرکے اس کی خدمت میں کھڑا ہونا اس کی عظمت کے حضور پیٹھ جھکانا اس کے سامنے خاک پر منہ ملنا چھوڑ کر ایک اور مکان کی طرف سجدہ کرنے لگیں حالانکہ معبود دوسرے مکان میں ہے، بادشاہ کا مجرئی اگر بادشاہ کو چھوڑ کر دیوان خانہ کی کسی دیوار کی طرف منہ کرکے آداب مجرا بجالائے اور دیوار ہی کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہے تو بے ادب مسخرہ کہلائے گا یا مجنون پاگل۔ ہاں اگر معبود سب طرف سے زمین کو گھیرے ہوتا تو البتہ جہت قبلہ مقرر کرنے کی جہت نکل سکتی کہ جب وہ ہر سمت سے محیط ہے تو اس کی طرف منہ تو ہر حال میں ہوگا ہی، ایک ادب قاعدے کے طور پر ایک سمت خاص بنادی گئی، مگر معبود ایسے گھیرے سے پاک ہے کہ یہ صورت دو ہی طور پر متصور ہے، ایک یہ کہ عرش تا فرش سب جگہیں اس سے بھری ہوں جیسے ہر خلا میں ہوا بھری ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عرش سے باہر باہر افلاک کی طرح محیط عالم ہو اور بیچ میں خلا جس میں عرش و کرسی، آسمان و زمین و مخلوقات واقع ہیں، اور دونوں صورتیں محال ہیں، پچھلی اس لیے کہ اب وہ صمد نہ رہے گا صمد وہ جس کے لیے جوف نہ ہو، اور اس کا جوف تو اتنا بڑا ہوا معنداجب خالق عالم آسمان کی شکل پر ہوا تو تمہیں کیا معلوم ہوا کہ وہ یہی آسمان اعلیٰ ہو جسے فلک اطلس و فلک الافلاک کہتے ہیں، جب تشبیہ ٹھہری تو اس کے استحالے پر کیا دلیل ہوسکتی ہے اور پہلی صورت اس سے بھی شنیع تر و بدیہی البطلان ہے کہ جب مجسمہ گمراہوں کا وہمی معبود عرش تا فرش ہر مکان کو بھرے ہوئے ہے تو معاذ اللہ ہر پاخانے غسل خانے میں ہوگا مردوں کے پیٹ اور عورتوں کے

رحم میں بھی ہوگا، راہ چلنے والے اسی پر پاؤں اور جوتا رکھ کر چلیں گے معہذا اس تقدیر پر تمہیں کیا معلوم کہ وہ یہی ہوا ہو جو ہر جگہ بھری ہے، جب احاطہ جسمانیہ ہر طرح باطل ہوا تو بالضرورۃ ایک ہی کنارے کو ہوگا اور شک نہیں کہ کرہ زمین کے ہر سمت رہنے والے جب نمازوں میں کعبے کو منہ کریں گے تو سب کا منہ اس ایک ہی کنارے کی طرف نہ ہوگا جس میں تم نے خدا کو فرض کیا ہے بلکہ ایک کا منہ ہے تو دوسرے کی پیٹھ ہوگی، تیسرے کا بازو، ایک کا سر ہوگا تو دوسرے کے پاؤں، یہ شریعت مطہرہ کو سخت عیب لگانا ہوگا۔ لاجرم ایمان لانا فرض ہے کہ وہ غنی بے نیاز مکان وجہت وجملہ اعراض سے پاک ہے **وللہ الحمد**۔

**ضرب ۹۴: اقول:** صحیحین میں ابوہریرہ اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ وابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ینزل ربنا کل اللیلۃ الی سماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الاٰخر فیقول من یدعونی فاستجیب لہ الحدیث[1]۔ | ہمارا رب عزوجل ہر رات تہائی رات رہے اس آسمانِ زیریں تک نزول کرتا اور ارشاد فرماتا ہے، ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ |

اور ارصاد صحیحہ متواترہ نے ثابت کیا ہے کہ آسمان وزمین دونوں گول بشکل کُرہ ہیں، آفتاب ہر آن طلوع وغروب میں ہے، جب ایک موضع میں طالع ہوتا ہے تو دوسرے میں غروب ہوتا ہے، آٹھ پہر یہی حالت ہے تو دن اور رات کا ہر حصہ بھی یونہی آٹھ پہر باختلاف مواضع موجود رہے گا اس وقت یہاں تہائی رات رہی تو ایک لحظہ کے بعد دوسری جگہ تہائی رہے گی جو پہلی جگہ سے ایک مقدار خفیف پر مغرب کو ہٹی ہوگی ایک لحظہ بعد تیسری جگہ تہائی رہے گی وعلٰی ہذا القیاس، تو واجب ہے کہ مجسمہ کا معبود جن کے طور پر یہ نزول وغیرہ سب معنی حقیقی پر حمل کرنا لازم، ہمیشہ ہر وقت آٹھوں پہر بارھوں مہینے اسی نیچے کے آسمان پر رہتا ہو، غایت یہ کہ جو جو رات سرکتی جائے خود بھی ان لوگوں کے محاذات میں سرکتا ہو خواہ آسمان پر ایک ہی جگہ بیٹھا آواز دیتا ہو، بہر حال جب ہر وقت اسی آسمان پر براج رہا ہے تو عرش پر بیٹھنے کا کون سا وقت آئے گا اور آسمان پر اترنے کے کیا معنی ہوں گے۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب التہجد باب الدعاء والصلوۃ من آخر اللیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۵۳، صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب صلوۃ اللیل وعدد رکعات الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۵۸

**بحمد اللہ یہ بیس** ۲۰ **دلائل جلائل**، مثبت حق و مبطل باطل ہیں، تین افادہ ائمہ کرام اور سترہ افاضہ مولائے علام کہ بلا مراجعت کتاب ارتجالاً لکھ دیں، چودہ ایک جلسہ واحدہ خفیفہ میں اور باقی تین نماز کے بعد جلسہ ثانیہ میں، اگر کتب کلامیہ کی طرف رجوع کی جائے تو ظاہرًا بہت دلائل ان میں ان سے جدا ہوں گے بہت ان میں جدید و تازہ ہوں گے، اور عجب نہیں کہ بعض مشترک بھی ملیں، مگر نہ زیادہ کی فرصت نہ حاجت، نہ اس رسالے میں کتبِ دیگر سے استناد کا قرار داد، لہٰذا اسی پر اقتصار و قناعت، اور توفیقِ الٰہی ساتھ ہو تو انہیں میں کفایت و ہدایت، والحمدللہ رب العٰلمین۔

اب **رَدِّ جہالاتِ مخالف** لیجئے یعنی وہ جو اس بے علم نے اپنی گمراہی کے زور میں دو حدیثیں پیشِ خویش اپنی مفید جان کر پیش کیں۔

**ضرب ۹۵:** حدیث صحیح بخاری تو ان علامۃ الدہر صاحب نے بالکل آنکھیں بند کرکے لکھ دی اپنے معبود کا مکانی و جسم ہونا جو ذہن میں جم گیا ہے تو خواہی نخواہی بھی ہر اہی ہر اسو جھتا ہے حدیث کے لفظ یہ ہیں۔

| | |
|---|---|
| فقال وھو مکانہ یارب خفف عنّا فان امتی لاتستطیع ھٰذا[1]۔ | آپ نے اپنی جگہ پر فرمایا۔ اے رب! ہم پر تخفیف فرما کیونکہ میری امت میں یہ استطاعت نہیں۔ (ت) |

یعنی جب نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں اور حضور سدرہ سے واپس آئے آسمان ہفتم پر موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نے تخفیف چاہنے کے لیے گزارش کی حضور بمشورہ جبریل امین علیہ الصلوۃ والتسلیم پھر عازمِ سدرہ ہوئے اور اپنے اسی مکان سابق پر پہنچ کر جہاں تک پہلے پہنچے تھے اپنے رب سے عرض کی: الٰہی! ہم سے تخفیف فرمادے کہ میری امت سے اتنی نہ ہو سکیں گی۔

یہاں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مکان ترقی کا ذکر ہے، باؤلے فاضل نے جھٹ ضمیر حضرت عزت کی طرف پھیر دی یعنی حضور نے عرض کی اس حال میں کہ خدا اپنے اسی مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہیں چلا نہ گیا تھا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بصیر صاحب کو اتنی بھی نہ سوجھی کہ وھو مکانہ جملہ حالیہ قال اور اس کے مقولے کے درمیان واقع ہے

[1] صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ عزوجل وکلم اللہ موسی تکلیما قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۲۰

تو اقرب کو چھوڑ کر بلا دلیل کیونکر گھڑ لیا جائے کہ یہ حال حضور سے نہیں اللہ عزوجل سے ہے جو اس جملے میں مذکور بھی نہیں مگر یہ ہے کہ۔

| | |
|---|---|
| "وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝" [1]۔ | جس کے لیے اللہ تعالٰی نُور نہ بنائے تو اس کے لیے نور نہیں۔ (ت) |

**ضرب ۹۶:** اپنی مستند کتاب الاسماء والصفات کو دیکھ کر اس حدیث کے باب میں کیا کیا فرماتے ہیں یہ حدیث شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے (جنہیں امام یحیٰی بن معین و امام نسائی نے **لیس بالقوی** [2]۔ کہا ویسے قوی نہیں، اور تم غیر مقلدوں کے پیشوا ابن حزم نے اسی حدیث کی وجہ سے واہی وضعیف بتایا اور حافظ الشان نے تقریب [3]۔ میں **صدوق یخطی** فرمایا۔) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی جس میں جابجا ثقات حفاظ کی مخالفت کی اس پر کتاب موصوف میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| وروی حدیث المعراج ابن شہاب الزھری عن انس بن مالك عن ابی ذر وقتادۃ عن انس بن مالك عن مالك بن صعصعۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ لیس فی حدیث واحد منھما شیئ من ذلک، وقد ذکر شریك بن عبداللہ بن ابی نمر فی روایتہ ھذا ما یستدل بہ علی انہ لم یحفظ الحدیث کما ینبغی لہ۔ [4] | یعنی یہ حدیث معراج امام ابن شہاب زہری نے حضرت انس بن مالک انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور قتادہ نے حضرت انس بن مالک انہوں نے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ان روایات میں اصلًا ان الفاظ کا پتہ نہیں اور بیشک شریک نے روایت میں وہ باتیں ذکر کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث جیسی چاہیے انہیں یاد نہ تھی۔ |

**ضرب ۹۷:** وجوہ مخالفت بیان کرکے فرمایا:

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۰

[2] میزان الاعتدال بحوالہ النسائی ترجمہ ۳۶۹۶ شریك بن عبداللہ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۲۶۹

[3] تقریب التہذیب ترجمہ ۲۷۹۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۴۱۸

[4] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی قول اللہ ثم دنافتدلیٰ الخ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۸۷

| | |
|---|---|
| ثم ان ھذہ القصۃ بطولھا انما ھی حکایۃ حکاھا شریك عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ من تلقاء نفسہ، لم یعزھا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا رواھا عنہ ولا اضافھا الی قولہ وقد خالفہ فیما تفرد بہ منھا عبد اللہ بن مسعود و عائشۃ و ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم وھم احفظ و اکبر و اکثر[1]۔ | یعنی پھر یہ قصہ حدیث مرفوع نہیں شریک نے صرف حضرت انس کا اپنا قول روایت کیا ہے جسے نہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کیا نہ حضور کا قول روایت کیا اور ان الفاظ میں ان کی مخالفت فرمائی حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت ام المومنین صدیقہ و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے، اور وہ حفظ میں زائد، عمر میں زائد، عدد میں زائد۔ |

**ضرب ۹۸:** پھر امام ابوسلیمٰن خطابی سے نقل فرمایا:

| | |
|---|---|
| وفی الحدیث لفظۃ اخری تفرد بھا شریك ایضا لم یذکرھا غیرہ وھی قولہ فقال وھو مکانہ والمکان لایضاف الی اللہ تعالٰی سبحٰنہ انما ھو مکان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و مقامہ الاول الذی اقیم فیہ۔[2] | یعنی یہ لفظ مکان بھی صرف شریک نے ذکر کیا اوروں کی روایت میں اس کا پتہ نہیں اور مکان اللہ سبحٰنہ کی طرف منسوب نہیں، اس سے مراد تو نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مکان اور حضور کا وہ مقام ہے جہاں اس نزول سے پہلے قائم کیے گئے تھے۔ |

کیوں کچے تو نہ ہوئے ہوگے، مگر توبہ وہابی گمراہ کو حیا کہاں۔

**ضرب ۹۹: اقول:** مسند امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث مسند سیدنا ابی سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ایک بار اس سند سے مروی۔

حدثنا ابو سلمۃ انا لیث عن یزید بن الھاد عن عمرو بن ابی سعید الخدری[3]۔ دوبارہ یوں:

---

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی قول اللہ تعالٰی ثم دنا فتدلٰی الخ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۸۷

[2] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی قول اللہ تعالٰی ثم دنا فتدلٰی الخ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۸۷

[3] مسند احمد بن حنبل مروی از ابوسعید الخدری دارالفکر بیروت ۳/ ۲۹

حدثنا یونس ثنا لیث الحدیث سنداً و متناً[1]۔

ان میں صرف اس قدر ہے کہ رب عزوجل نے فرمایا۔ بعزتی وجلالی[2]۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم۔ ارتفاع مکانی کا اصلاً ذکر نہیں، سہ بارہ اس سند سے روایت فرمائی۔

حدثنا یحیی بن اسحٰق انا ابن لھیعۃ عن دراج عن ابی الھیثم عن ابی سعید الخدری۔

یہاں سرے سے قسم کا ذکر ہی نہیں صرف اتنا ہے کہ:

| | |
|---|---|
| قال الرب عزوجل لا ازال اغفر لھم مااستغفرونی[3]۔ | رب عزوجل نے فرمایا میں انہیں ہمیشہ بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے استغفار کریں گے۔ |

امام اجل حافظ الحدیث عبدالعظیم منذری نے بھی یہ حدیث کتاب الترغیب والترہیب میں بحوالہ مسند امام احمد و مستدرک حاکم ذکر فرمائی انہوں نے بھی صرف اسی قدر نقل کیا کہ بعزتی وجلالی[4] اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر و جامع کبیر میں بھی بحوالہ مسند احمد و ابی یعلٰی و حاکم ذکر کی ان میں بھی اتنا ہی ہے ارتفاع مکانی کا لفظ کسی میں نہیں، ہاں بیہقی نے کتاب الاسماء میں یہ حدیث اس طریق اخیر ابن لہیعہ سے روایت کی۔

حیث قال اخبرنا علی بن احمد بن عبدان انا احمد بن عبید ثنا جعفر بن محمد ثنا قتیبۃ ثنا ابن لھیعۃ عن دراج عن ابی الھیثم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ[5]۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل مروی از ابوسعید خدری دارالفکر بیروت ۳/ ۴۱

[2] مسند احمد بن حنبل مروی از ابوسعید خدری دارالفکر بیروت ۳/ ۲۹و۴۱

[3] مسند احمد بن حنبل مروی از ابوسعید خدری دارالفکر بیروت ۳/ ۷۱

[4] الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعاء الترغیب فی الاستغفار مصطفی البابی مصر ۲/ ۴۶۸

[5] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی اثبات العزۃ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۱/ ۲۲۱

یہاں وہ لفظ (ارتفاع مکانی ف) ہے اس سند میں اول تو ابن لہیعہ موجود اُن میں محدثین کا جو کلام ہے معلوم و معہود جب باب احکام میں اُن کی حدیث پر ائمہ کو وہ نزاعیں ہیں تو باب صفات تواشد الابواب ہے۔

**ضرب ۱۰۰: اقول:** وہ مدلس ہیں کمافی فتح المغیث (جیسا کہ فتح المغیث میں ہے، ت) اور مدلس کا عنعنہ محدثین قبول نہیں کرتے۔

**ضرب ۱۰۱: اقول:** وہ درّاج سے راوی ہیں اور دراج ابوالہیثم سے، میزان الاعتدال میں دراج کی توثیق صرف یحیٰی سے نقل کی، اور امام احمد نے ان کی تضعیف فرمائی اور اُن کی حدیثوں کو منکر کہا۔ امام فضلک رازی نے کہا وہ ثقہ نہیں، امام نسائی نے فرمایا: منکر الحدیث ہیں، امام ابوحاتم نے کہا ضعیف ہیں ابن عدی نے اُن کی حدیثیں روایت کرکے کہہ دیا۔ اور حفاظ ان کی موافقت نہیں کرتے۔ امام دارقطنی نے کہا: ضعیف ہیں، اور ایک بار فرمایا: متروک ہیں، یہ سب اقوال میزان الاعتدال میں ہیں[1]۔ بالآخر ان کے باب میں قولِ منقح یہ ٹھہرا جو حافظ الشان نے تقریب میں لکھا کہ:

| | |
|---|---|
| صدوق فی حدیثہ عن ابی الھیثم ضعیف[2]۔ | آدمی فی نفسہ سچے ہیں مگر ابوالہیثم سے ان کی روایت ضعیف ہے۔ |

اور یہاں یہ روایت ابوالہیثم ہی سے ہے تو حدیث کا ضعف ثابت ہوگیا، بڑے محدث جی، اسی برتے پر احادیث صحیحہ کہا تھا۔

**ضرب ۱۰۲:** یہ سات ضربیں ان خاص خاص حدیثوں کے متعلق آپ کے دم پر تھیں۔ اب عام لیجئے کہ یہ حدیث اور اس جیسی اور جولاؤسب میں منہ کی کھاؤ مکان و منزل و مقام بمعنی عــہ مکانت و منزلت

---

عــہ: ولہٰذا مرقات میں اسی حدیث کے نیچے لکھا۔ وارتفاع مکانی ای مکانتی[3]۔ ۱۲ منہ

ف: اسی مقام پر تحقیق والے نے بھی مکان سے مراد مکانتہ لیا ہے، المرادھنا ارتفاع المکانۃ لیس المکان لان اللہ موجود بلامکان ودلیلہ حدیث اہل الیمن۔ نذیر احمد سعیدی

---

[1] میزان الاعتدال ترجمہ ۲۶۶۷ دراج ابوالسمح المصری دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۲۵، ۲۴

[2] تقریب التہذیب ترجمہ ۱۸۲۹ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۸۴

[3] مرقات المفاتیح باب الاستغفار والتوبہ فصل ثانی، مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۵/ ۱۷۵

ومرتبہ ایسے شائع الاستعمال نہیں کہ کسی ادنٰی ذی علم پر مخفی رہیں مگر جاہل بے خرد کا کیا علاج۔

**ضرب ۱۰۳: اقول:** ممکن کہ مکان مصدر میمی ہو تو اس کا حاصل کون ووجود وارتفاع واعتلائے وجود الٰہی ہوگا۔

**ضرب ۱۰۴:** اضافت تشریفی بھی کبھی کسی ذی علم سے سُنی ہے، کعبہ کو فرمایا: بیتی میرا گھر جبریل امین کو فرمایا: روحنا ہماری رُوح، ناقہ صالح کو فرمایا: ناقۃ اللہ اللہ کی اونٹنی اب کہہ دینا کہ اللہ کا بڑا شیش محل تو اوپر ہے اور ایک چھوٹی سی کوٹھری رات کو سونے کی مکے میں بنا رکھی ہے اور تیرا معبود کوئی جاندار بھی ہے اونچی سی اونٹنی پر سوار بھی ہے۔

بیحیا باش وانچہ خواہی گوئے

(بے حیا ہوجا اور جو چاہے کہہ ت)

وہی تیری جان کے دشمن امام بیہقی جن کی کتاب الاسماء کا نام تو نے ہمیشہ کے لیے اپنی جان کو آفت لگادینے کے واسطے لے دیا اُسی کتاب الاسماء میں بعد عبارت مذکورہ سابق فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| قال ابوسلیمٰن وھٰھنا لفظۃ اخری فی قصۃ الشفاعۃ رواھا قتادۃ عن انس رضی اللہ تعالٰی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیأتونی یعنی اھل المحشر یسأ لونی للشفاعۃ فاستأذن علی ربی فی دارہ فیؤذن لی علیہ ای فی دارہ التی دوّرھا لاولیائہ وھی الجنۃ کقولہ عزوجل لھم دارالسلام عند ربھم وکقولہ تعالٰی واللہ یدعوالٰی دارالسلٰم وکما یقال بیت اللہ و حرم اللہ .یریدون البیت الذی جعل اللہ مثابۃ | ابوسلیمان نے فرمایا کہ یہاں شفاعت کے واقعہ میں ایک دوسرا لفظ ہے جس کو حضرت قتادہ نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ اور انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا: تو میرے پاس اہلِ محشر آئیں گے شفاعت کی درخواست کریں گے، تو میں اللہ تعالٰی سے اجازت طلب کروں گا اس کے گھر میں تو مجھے اجازتِ شفاعت ہوگی، فی دارہ سے مراد وہ دار ہے جس کو اللہ تعالٰی نے اپنے اولیاء کے لیے دار بنایا اور وہ جنت ہے، جیسے اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے اور اللہ تعالٰی دارالسلام کی طرف دعوت دیتا ہے۔ (جنت کو اللہ تعالٰی کا دار کہنا) ایسے ہی ہے جیسے بیت اللہ اور حرم اللہ کہا جاتا ہے اور یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ بیت جس کو |

| | |
|---|---|
| للناس، والحرم الذی جعله امنا ومثله روح الله علی سبیل التفضیل له علی سائر الارواح، وانما ذٰلك فی ترتیب الکلام کقوله جل وعلا (ای حکایة عن فرعون) ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون فاضاف الرسول الیهم وانما هو رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ارسل الیهم اھ باختصار [1]۔ | اللہ تعالٰی نے لوگوں کے لیے مرجع بنایا اور وہ حرم جس کو اللہ تعالٰی نے لوگوں کے لیے جائے امن بنایا، اس طرح روح اللہ کہا گیا کہ جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالٰی نے اس کو باقی روحوں پر فضیلت دی اور یہ صرف کلامی ترتیب ہے جیسے اللہ تعالٰی کا ارشاد فرعون سے حکایت کرتے ہوئے ہے کہ اس نے کہا: بنی اسرائیل! تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا وہ مجنون ہے، تو یہاں رسول کی اضافت بنی اسرائیل کی طرف کی حالانکہ وہ صرف اللہ کے رسول ہیں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، جس کو اللہ تعالٰی نے ان کی طرف بھیجا ہے، اھ اختصارًا (ت) |

**ضرب ۱۰۵:** کہ حدیث اول سے بھی جواب آخر ہے یہ دونوں حدیثیں بھی فرض کرلیں اور مکان اُسی تیرے گمان ہی کے معنی پر رکھیں اور اس کی نسبت جانب حضرت عزت بھی تیرے ہی حسب دلخواہ قرار دیں تو غایت یہ کہ دو حدیث آحاد میں لفظ مکان وارد ہوا اس قدر کیا قابلِ استناد ولائق اعتماد کہ ایسے مسائلِ ذات و صفاتِ الٰہی میں احادیث اصلاً قابلِ قبول نہیں وہی تیرے دشمن مستند، امام بیہقی اُسی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ترك اهل النظر اصحابنا الاحتجاج باخبار الآحاد فی صفات الله تعالٰی اذا لم یکن لما انفرد منها اصل فی الکتاب او الاجماع واشتغلوا بتاویله [2]۔ | ہمارے ائمہ متکلمین اہلسنت وجماعت نے مسائل صفاتِ الٰہیہ میں اخبار آحاد سے سند لانی قبول نہ کی جب کہ وہ بات کہ تنہا ان میں آئی اس کی اصل قرآن عظیم یا باجماع امت سے ثابت نہ ہوا اور ایسی حدیثوں کی تاویل میں مشغول ہوئے۔ |

اُسی میں امام خطابی سے نقل فرمایا:

[1] کتاب الاسماء والصفات باب ماجاء فی قول الله تعالٰی ثم دنا فتدلّٰی الخ المکتبة الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۸۸و۱۸۹

[2] کتاب الاسماء والصفات باب ماذکر فی القدم والرجل ثم دنا فتدلّٰی الخ المکتبة الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۹۲

| | |
|---|---|
| الاصل فی ھذا وما اشبھه فی اثبات الصفات،انه لا یجوز ذٰلك الاان یکون بکتاب ناطق اوخبر مقطوع بصحته فان لم یکونا فیما یثبت من اخبار الاحادیث المستندة الی اصل فی الکتاب اوفی السنة المقطوع بصحتها او بموافقة معانیها و ماکان بخلاف ذٰلك فالتوقف عن اطلاق الاسم به ھوالواجب ویتأول حینئذعلی مایلیق بمعانی الاصول المتفق علیها من اقاویل اھل الدین والعلم مع نفی التشبیه فیه،ھذا ھوالاصل الذی یبنی علیه الکلام والمعتمدة فی ھذا الباب۔[1] | اس میں اور اس قسم کی صفات کے اثبات میں قاعدہ یہ ہے کہ یہ اثبات صرف کتاب اللہ یا قطعی حدیث سے ہو،اگر ان دونوں سے نہ ہو پھر اس کا ثبوت ان احادیث سے ہو جو کتاب اللہ اور قطعی صحیح حدیث سے مستند کسی ضابطہ کے مطابق اور ان کے معانی کے موافق ہو،اور جو ان کے مخالف ہو تو پھر اس صفت کے اسم کے اطلاق پر ہی اکتفا کیا جانا ضروری ہوگا اور اس کی مراد کے لیے ایسی تاویل کی جائے گی جو اہلِ دین اور اہل علم کے متفقہ اقوال کے معانی کے موافق ہو،اور ضروری ہے کہ اس صفات میں کوئی تشبیہ کا پہلو نہ ہو،یہی وہ قاعدہ ہے جس پر کلام کو مبنی کیا جائے اور اس باب میں یہی قابل اعتماد قاعدہ ہے۔(ت) |

**ضرب ۱۰۶: اقول:** تیری سب جہالتوں سے قطع نظر کی جائے تو ذرا اپنے دعوے کو سوجھ کہ احادیث صریحہ صحیحہ سے عرش کا مکانِ الٰہی ہونا ثابت ہے،صریح ہونا بالائے طاق ان احادیث سے اگر بفرض باطل ثابت ہوگا تو یہ تیرے معبود کے لیے تیرے زعم میں مکان ہے اس سے یہ کیونکر نکلا کہ وہ مکان عرش ہی ہے،خود اپنا دعوی سمجھنے کی لیاقت نہیں اور چلے صفاتِ الٰہیہ میں کلام کرنے۔

**ضرب ۱۰۷: اقول:** بلکہ حدیث اول میں تو سدرۃ المنتہٰی کا ذکر ہے کہ:

| | |
|---|---|
| ثم علا به فوق ذٰلك بمالایعلمه الا الله حتی جاء سدرة المنتھٰی ودنا الجبار رب العزة فتدلی حتی کان منه قاب قوسین اوادنی فاوحٰی الیه فیما اوحی خمسین | پھر آپ اس سے اوپر گئے جہاں کا صرف اللہ تعالٰی کو ہی علم ہے حتی کہ آپ سدرۃ المنتہٰی پر آئے اور رب العزت کا قرب پایا پھر اور قرب پایا حتی کہ دو کمانوں کے فاصلہ پر ہوئے یا اس سے بھی زیادہ قرب پایا،تو اللہ تعالٰی نے ان کی طرف وحی |

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماذکر فی الاصابع المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۷۰

| | |
|---|---|
| صلوۃ الحدیث[1]۔ | فرمائی جو فرمائی اس وحی میں پچاس نمازیں بھی ہیں۔ الحدیث (ت) |

تو اگر تیرے زعمِ باطل کے طور پر اطلاق مکان ثابت ہوگا تو سدرہ پر نہ عرش پر، انہیں کو احادیث صریحہ کہا تھا۔

لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم

## چوتھا تپانچہ

یہ ادعا کہ استواء علی العرش کے معنی بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔

**ضرب ۱۰۸: اقول:** تم وہابیہ کے دھرم میں تشریع کا منصب تین قرن تک جاری رہا تھا، اور اس کے بعد عمومات و اطلاقاتِ شرعیہ کا دروازہ بھی بند ہوگیا، تو نے اسی تحریر میں لکھا ہے۔ جو بات امورِ دین میں بعد قرون ثلثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے **وکل بدعۃ ضلالۃ** (اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ ت)

اب ذرا تھوڑی دیر کو مرد بن کر استواء علی العرش کے ان تینوں معنی کا صحابہ کرام یا تابعین یا تبع تابعین کے ائمہ سنت سے باسانید صحیحہ معتمدہ ثبوت دیجئے ورنہ خود اپنی بدعتی گمراہ بددین فی النار ہونے کا اقرار کیجئے تیرہ صدی کے دو ایک ہندیوں کا لکھ دینا سنت نہ ثابت کرسکے گا۔

**ضرب ۱۰۹: اقول:** تُو نے اسی تحریر میں نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے انکار میں لکھا: کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے ثابت نہیں، کچھ کی شرم اور غیر مقلدی کی لاج ہے تو ان تینوں معنی کا ثبوت بھی کسی حدیث صحیح سے دو ورنہ اپنے لکھے کو سر پر ہاتھ رکھ کر روؤ۔

**ضرب ۱۱۰: اقول:** یہ تو الزامی ضربیں تھیں اور تحقیقًا بھی قرآن عظیم کے معنی اپنی رائے سے کہنا سخت شنیع و ممنوع ہے تو ایسے معنی کا سلف صالح سے ثابت دینا ضرور اور قول بے ثبوت مردود و مہجور۔

**ضرب ۱۱۱:** ہر عاقل سمجھتا ہے کہ مولٰی سبحٰنہ و تعالٰی نے استواء کو اپنی مدح و ثناء میں ذکر فرمایا ہے۔ معاذ اللہ بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے میں اس کی کیا تعریف نکلتی ہے کہ ان سے اپنی مدح فرماتا اور مدح بھی ایسی کہ بار بار بتکرار سات سورتوں میں اس کا بیان لاتا تو ان معانی پر استواء کو لینا مدح و تعریف میں قدح و تحریف میں کردینا ہے لاجرم بالیقین یہ ناقص و بے معنی معانی ہرگز مراد رب العزۃ نہیں۔

**ضرب ۱۱۲:** اوپر معلوم ہوچکا کہ آیاتِ متشابہات میں اہل سنت کے صرف دو[۲] طریق ہیں:

[1] صحیح البخاری کتاب التوحید باب کلم اللہ موسٰی تکلیما قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۲۰

**اوّل:** تفویض کہ کچھ معنی نہ کہے جائیں، اس طریق پر اصلاً عـــہ ترجمے کی اجازت ہی نہیں کہ جب معنی ہم

---

عـــہ: **فائدہ جلیلہ:** امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی کتاب الجام العوام میں فرماتے ہیں:

یجب علی من سمع اٰیات الصفات واحادیثھا من العوام و النحوی و المحدث والمفسر والفقیہ ان ینزہ اللہ سبحنہ من الجسمیۃ وتوابعھا من الصورۃ والمکان والجھۃ فیقطع بان معنا ہ التحقیق اللغوی غیرمر اد لانہ فی حق اللہ تعالٰی محال وان لھذا معنی یلیق بجلالہ تعالٰی وان لا یتصرف فی الالفاظ الواردۃ لابالتفسیر ای تبدیل اللفظ بلفظ آخر عربی اوغیرہ لان جواز التبدیل فرع معرفۃ المعنی المراد ولا بالاشتقاق من الوارد کان یقول مستوٍ اخذا من استوی ولا بالقیاس کان یطلق لفظۃ الساعد والکف قیاسا علی ورودالید وان یکف باطنہ عن التفکر فی ھذہ الامور فان حدثتہ نفسہ بذلک تشاغل بالصلوۃ و الذکروقراءۃ القرآن فان لم یقدر علی الدوام علی ذلک تشاغل بشیئ من العلوم فان لم یمکنہ فبحرفۃ او صناعۃ فان لم یقدر فبلعب ولھو فان ذلک خیر من الخوض فی ھذا البحر

یعنی جو شخص عامی یا نحوی یا محدث یا مفسر یا فقیہ اس قسم کی آیات و احادیث سنے اس پر فرض ہے کہ جسمیت اور اس کے توابع مثل صورت و مکان و جہت سے اللہ تعالٰی کی تنزیہ کرے۔ یقین جانے کہ ان کے حقیقی لغوی معنی مراد نہیں کہ وہ اللہ تعالٰی کے حق میں محال ہیں اور جانے کہ ان کے کچھ معنی ہیں جو اللہ سبحنہ کے جلال کے لائق ہیں اور جو لفظ وارد ہوئے ان میں اصلاً تصرف نہ کرے، نہ کسی دوسرے لفظ عرب سے بدلے، نہ کسی اور زبان میں ترجمہ کرے کہ تبدیل وترجمہ توجب جائز ہو کہ پہلے معنی مراد ہولیں، نہ لفظ وارد سے کوئی مشتق نکال کر اطلاع کرے جیسے استوی آیا ہے مستوی نہ کہے نہ لفظ وارد پر قیاس کرے ید آیا ہے اس کے قیاس سے ساعد وکف نہ بولے اور فرض ہے کہ اپنے دل کو بھی اس میں فکر سے روکے اگر دل میں اس کا خطرہ آئے تو فوراً نماز وذکر وتلاوت میں مشغول ہو جائے، اگر ان عبادات پر دوام نہ ہوسکے تو کسی علم میں مشغول ہو کر دھیان بٹادے۔ یہ بھی نہ ہوسکے تو کسی حرفت یا صنعت میں یہ بھی نہ جانے تو کھیل کود میں کہ تشابہات میں فکر کرنے سے کھیل کود ہی بھلا ہے بلکہ اگر گناہوں میں مشغول ہو تو اس (باقی اگلے صفحہ پر)

جانتے ہی نہیں ترجمہ کیا کریں، امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد گزرا کہ ان کی تفسیر میں منتہائے علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے، کتاب الاسماء سے گزرا کہ ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالٰی عنہم استواء کے کچھ معنی نہ کہتے نہ اس میں اصلاً زبان کھولتے۔

امام سفین کا ارشاد گزرا کہ ان کی تفسیر یہی ہے کہ تلاوت کیجئے اور خاموش رہئے، کسی کو جائز نہیں کہ عربی یا فارسی کسی زبان میں اس کے معنی کہے۔

سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد گزرا کہ ان کے معنی نہ کہنا ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے منقول، اور اسی پر سلف صالح کا اجماع ہے۔

**طریق دوم:** کہ متاخرین نے بضرورت اختیار کیا اس کا یہ منشا تھا کہ وہ معنی نہ رہیں جن سے اللہ عزوجل کا خلق سے مشابہ ہونا متوہم ہو بلکہ اس کے جلال و قدوسیت کے معنی پیدا ہو جائیں۔ بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا تو خاص اجسام کے کام اور باری عزوجل کے حق میں صریح عیب ہیں تو تم نے تاویل خاک کی بلکہ اور وہم کی جڑ جمادی۔

بالجملہ یہ تینوں معانی دونوں طریقہ اہلسنت سے دور و مہجور ہیں ان کو مطابق سنت کہنا نام زنگی کافور رکھنا ہے اب آپ ملاحظہ ہی کریں گے کہ ائمہ اہلسنت نے ان معانی کو کیسا کیسا رد فرمایا ہے دو ایک ہندیوں کے قدم نے اگر لغزش کی اور خیال نہ رہا کہ ان لفظوں سے ترجمہ ہرگز صحیح نہیں تو ان کا لکھنا ائمہ سلف و خلف کے اجماع کو رد نہیں کرسکتا، نہ وہ مسلک اہلسنت قرار پاسکتا ہے مگر وہابیوں بلکہ سب گمراہوں کی ہمیشہ یہی حالت رہی ہے کہ ڈوبتا سوار پکڑتا ہے جہاں کسی کا کوئی لفظ شاذ مہجور پکڑ لیا خوش ہو گئے اور اس کے مقابل تصریحات قاہرہ سلف و خلف بلکہ ارشادات صریحہ قرآن و حدیث کو

| | |
|---|---|
| بل لو اشتغل لملاھی البدنیة کان اسلم من الخوض فی ھذا البحر البعید غورہ بل لو اشتغل بالمعاصی البدنیة کان اسلم فان ذلك غایتہ لفسق وھذا عاقبتہ الشرك اھ مختصرًا[1]۔ | سے بہتر ہے کہ اُن کی نہایت فسق ہے اور اس کا انجام کفر، والعیاذ باللہ تعالٰی ۱۲ منہ۔ |

[1] الجام العوام

بالائے طاق رکھ دیا مگر اہل حق بحمد اللہ تعالٰی خوب جانتے ہیں کہ شاہراہ ہدایت اتباع جمہور ہے جس سے سہواً خطا ہوئی اگرچہ معذور ہے مگر اس کا وہ قول متروک و مہجور ہے، وہ جانتے ہیں کہ لکل جواد کبوۃ ولکل صارم نبوۃ ولکل عالم ھفوۃ ہر تیز گھوڑا کبھی ٹھوکر کھالیتا ہے اور ہر تیغ براں کبھی کر جاتی ہے اور ہر عالم سے کبھی کوئی لغزش وقوع پاتی ہے۔ وباللہ العصمۃ۔

**ضرب ۱۱۳:** اب اپنے مستندات سے ان معانی کارد سُنتے جایئے جنہیں آپ نے براہ جہالت مطابق سنت بلکہ سنت کو انہیں میں منحصر بتایا۔ مدارک شریف سے گزرا:

| | |
|---|---|
| الاستواء بمعنی الجلوس لایجوز علی اللہ تعالٰی[1]۔ | استواء بیٹھنے کے معنی پر اللہ تعالٰی عزوجل کے حق میں محال ہے۔ |

**ضرب ۱۱۴:** کتاب الاسماء سے گزرا:

| | |
|---|---|
| متعال عن ان یجوز علیہ اتخاذ السریر للجلوس[2]۔ | اللہ تعالٰی عزوجل اس سے پاک و برتر ہے کہ بیٹھنے کے لیے تخت بنائے۔ |

**ضرب ۱۱۵:** اسی میں امام ابوالحسن طبری وغیرہ ائمہ متکلمین سے گزرا استواء کے یہ معنی نہیں کہ مولٰی تعالٰی عرش پر بیٹھا یا کھڑا ہے، یہ جسم کی صفات ہیں اور اللہ عزوجل ان سے پاک۔

**ضرب ۱۱۶:** اُسی میں فرا نحوی سے یہ حکایت کرکے کہ استواء بمعنی اقبال ہے، اور ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے چڑھنے سے تفسیر کی، فرمایا:

| | |
|---|---|
| استوی بمعنی اقبل صحیح لان الاقبال ھو القصد و القصد ھو الارادۃ وذٰلك جائز فی صفات اللہ تعالٰی، اما ماحکی عن ابن عباس | یعنی استوا بمعنی اقبال صحیح کہ اقبال قصد ہے اور قصد ارادہ ہے، یہ تو اللہ سبحنہ کی صفات میں جائز ہے، مگر وہ جو ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے حکایت کی کہ استواء چڑھنے عـــہ کے معنی |

---

عـــہ: امام جلال الدین سیوطی نے اتقان میں فرمایا: رد بانہ تعالٰی منزہ عن الصعود ایضًا[3]۔ یہ معنی یوں مردود ہوئے کہ اللہ تعالٰی چڑھنے سے پاک ہے ۱۲منہ۔

---

[1] مدارك التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۳/ ۷ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۱۴۶

[2] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی جماع ابواب ذکر اسماء التی تتبع المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۱/ ۷۱، ۷۲

[3] الاتقان فی علوم القرآن النوع الثالث والاربعون دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۰۵

| | |
|---|---|
| رضی اللہ تعالٰی عنہما فانما اخذہ عن تفسیر الکلبی و الکلبی ضعیف والروایۃ عنہ فی موضع اٰخر عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما استوٰی یعنی صعد امرہ اھ ملخصًا[1]۔ | پر ہے فراء نے کلبی کی تفسیر سے اخذ کیا اور کلبی ضعیف ہے اور خود ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس کلبی نے دوسری جگہ یوں روایت کی کہ استواء کے معنی حکمِ الٰہی کا چڑھنا ہے۔ |

**ضرب ۱۱۷:** اُسی میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| عن محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فی قولہ تعالٰی ثم استوی علی العرش یقول استقر علی العرش،ھذہ الروایۃ منکرۃ وقد قال فی موضع اٰخر بھٰذاالاسناد استوی علی العرش یقول استقر امرہ علی السریر ورد الاستقرار الی الامر ،وابوصالح ھذا والکلبی و محمد بن مروان کلھم متروك عنداھل العلم بالحدیث لایحتجون بشیئ من روایا تھم لکثرۃ المناکیر فیھا وظھور الکذب منھم فی روایا تھم ،اخبرنا ابو سعید المالینی(فذکر باسنادہ)عن حبیب بن ابی ثابت قال کنا نسمیہ دروغ زن یعنی ابا صالح مولی ام ھانی،واخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ (فاسند)عن سفٰین قال قال الکلبی قال لی ابوصالح | یعنی محمد بن مروان نے کلبی سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالٰی کے قول ثم استوی علی العرش میں عرش پر استوا کے معنی ٹھہرنا ہے یہ روایت منکر ہے،اور خود کلبی نے اسی سند سے دوسری جگہ یوں روایت کی کہ عرش پر استوا کے معنی حکم الٰہی کا ٹھہرنا ہے یہاں ٹھہرنے کو حکم کی طرف پھیرا اور یہ ابوصالح اور کلبی اور محمد بن مروان سب کے سب علمائے محدثین کے نزدیک متروک ہیں ان کی کوئی روایت حجت لانے کے قابل نہیں کہ ان کی روایتوں میں منکرات بکثرت ہیں اور ان میں ان کا جھوٹ بولنا آشکارا ہے،حبیب بن ابی ثابت نے فرمایا ہم نے اس ابوصالح کا نام ہی دروغ زن رکھ دیا تھا امام سفیان نے فرمایا خود کلبی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوصالح نے مجھ سے کہا جتنی حدیثیں میں نے تجھ سے بیان کی ہیں سب جھوٹ ہیں نیز کلبی نے کہا |

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۴ و ۱۵۵

| | |
|---|---|
| کل ما حدثك کذب، واخبرنا المالینی (بسندہ) عن الکلبی قال قال لی ابو صالح انظر کل شیئ رویت عنی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فلا تروہ، اخبرنا ابو سھل احمد بن محمد المزکی ثنا ابوالحسین محمد بن حامد العطار اخبرنی ابو عبد اللہ الرواسانی قال سمعت محمد بن اسمعیل البخاری یقول محمد بن مروان الکوفی صاحب الکلبی سکتوا عنہ لایکتب حدیثہ البتّۃ اھ مختصرًا[1]۔ | مجھ سے ابو صالح نے کہا دیکھو جو کچھ تو نے میرے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے اس میں سے کچھ روایت نہ کرنا، امام بخاری فرماتے ہیں کلبی کے شاگرد محمد بن مروان کوفی سے ائمہ حدیث نے سکوت کیا ہے، یعنی اس کی روایات متروک کردیں اس کی حدیث کا ہرگز اعتبار نہ کیا جائے۔ |

**ضرب ۱۱۸:** پھر فرمایا:

| | |
|---|---|
| وکیف یجوزان یکون مثل ھٰذہ الاقاویل صحیحۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ثم لایرویھا ولایعرفھا احد من اصحابہ الثقات الاثبات مع شدۃ الحاجۃ الی معرفتھا، وما تفردبہ الکلبی وامثالہ یوجب الحد والحد یوجب الحدث لحاجۃ الحد الی حادخصہ بہ والباری تعالٰی قدیم لم یزل۔[2] | بھلا کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایسی باتیں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے صحیح ہوں پھر ان کے ثقہ شاگرد محکم فہم وحفظ والے نہ اُنہیں روایت کریں نہ ان سے آگاہ ہوں حالانکہ ان کے جاننے کی کیسی ضرورت ہے اور جو کچھ کلبی اور اس کی حالت کے اور لوگ تنہا روایت کررہے ہیں اس سے تو اللہ عزوجل کا محدود ہونا لازم آتا ہے اور محدود ہونا حادث ہونے کو واجب کرتا ہے کہ حد کے لیے کوئی ایسا درکار ہے جو خاص اس حد معین سے اس محدود کو مخصوص کرے اور اللہ عزوجل تو قدیم ہے ہمیشہ سے ہے۔ |

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۲۵۵ تا ۲۵۷

[2] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲/ ۱۵۷

**ضرب ۱۱۹:** اُسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| ان الله تعالٰی لامکان له ولا مرکب و ان الحرکة و السکون والانتقال والاستقرار من صفات الاجسام والله تعالٰی احد صمد لیس کمثله شیئ[1]۔ اھ باختصار | بے شک اللہ تعالٰی کے لیے نہ مکان ہے نہ کوئی چیز ایسی جس پر سوار ہو اور بے شک حرکت اور سکون اور ہٹنا اور ٹھہرنا یہ جسم کی صفتیں ہیں اور اللہ تعالٰی احد صمد ہے کوئی چیز اس سے مشابہت نہیں رکھتی اھ باختصار۔ |

**ضرب ۱۲۰:** مدارک شریف میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| تفسیر العرش بالسریر والاستواء بالاستقرار کما تقوله المشبهة باطل[2]۔ | عرش کے معنی تخت اور استواء کے معنی ٹھہرنا کہنا جس طرح فرقہ مجسمہ کہتا ہے باطل ہے۔ |

دیکھا تو نے حق کیسا واضح ہوا، وللہ الحمد۔

## پانچواں تپانچہ

**اقول:** یہ تو اوپر واضح ہولیا کہ یہ مدعی خود ہی دعوے پر نہ جما اور جن صفات سے کلامِ شارع ساکت نہیں ان سے سکوت درکنار، ان کا صاف انکار کرگیا مگر یہاں یہ کہنا ہے کہ اس مدعی بے باک کے نزدیک تسلیم وعدم سکوت کا وہ مطلب ہرگز نہیں جو اہلسنت کے نزدیک ہے یعنی کچھ معنی نہ کہنا صرف اجمالًا اتنی بات پر ایمان لے آنا کہ جو کچھ مرادِ الٰہی ہے حق ہے یا تاویل کرکے صاف و پاک معنی کی طرف ڈھال دینا جن میں مشابہت مخلوق و جسمیت و مکان وجہت کی بو اصلًا نہ پیدا ہو۔ اس مسلک پر ایمان لاتا تو استواء کے معنی بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا نہ بتاتا ان کے علاوہ اور معانی کو کہ ائمہ اہلسنت نے ذکر فرمائے بدعت وضلالت نہ بتاتا لاجرم اس کا مسلک وہی مسلک مجسمہ ہے کہ جو کچھ وارد ہوا وہ اپنے حقیقی لغوی معنی مفہوم و متبادر پر محمول ٹھہرا کر ماناجائے گا۔ شروع سے اب تک جو لکھا گیا وہ اسی ضلالت ملعونہ کے رَد میں تھا اتنا اور اس کے کان میں ڈال دوں شاید خدا سمجھ دے اور ہدایت کرے کہ اے بے خرد! یہ ناپاک مسلک جو استوا میں خصوصًا اور باقی متشابہات میں مطلقًا تیرا ہے۔ (کھلی گمراہی کا نجس رستہ ہے) اس طریقہ پر تیرا معبود جسے تو اپنے

[1] کتاب الاسماء والصفات باب هل ینظرون الا ان یاتیهم الله الخ المکتبة الاثریه شیخوپوره ۲/ ۱۹۴

[2] مدارك التنزیل (تفسیر النسفی) آیة ۷/ ۵۴ دار الکتاب العربی بیروت ۲/ ۵۶

ذہن میں ایک صورت تراش کر معبود سمجھ لیا ہے اگر بت خانہ چین کی ایک مورت ہو کر نہ رہ جائے تو میرا ذمہ۔

ضرب ۱۲۱ تا ۱۸۲: جانتا ہے وہ تیرا وہمی معبود کیسا ہے۔

| | |
|---|---|
| له وجه كوجه الانسان فيه عينان تنظران ولكن من سخط عليه لاينظر اليه ثم العجب ان وجهه الى كل جهة واعظم عجبا انه مع ذلك يصرفه عمن يغضب عليه فليت شعري كيف يصرف عن جهة ما هو الى كل وجهة بل المصلى مادام يصلى يقبل عليه بوجهه فاذا انصرف صرف له صوت فلتكن حنجرة ونفس ايضا بل قد وجد من قبل اليمن له اذنان ياذن لمن يرضى عليه جعد ذو وفرة الى شحمة اذنيه اما اللحية فلم توجد بل شاب امرد له يدان كالانسان فيهما يمين و شمال وساعد وكف واصابع مبسوطتان الى بعيد و ربما قبض و قد يحثوله جنب وضحكه يخبر عن فم يغفر واسنان تكشرله حقو تعلقت به الرحم و رجلان وساق قد جلس على السرير مدليا قدميه و اضعهما على كرسی وربما استلقى | اس کا انسان جیسا چہرہ، اس میں دو آنکھیں دیکھتی ہیں لیکن جس پر وہ ناراض ہو اس کی طرف نہیں دیکھتا پھر عجب ہے کہ اس کا چہرہ ہر طرف ہے اس سے بڑھ کر عجیب یہ کہ اس کے باوجود جس سے ناراض ہو اس سے چہرہ پھیر لے، کاش سمجھ ہوتی، جو ہر طرف ہو وہ کس طرح دوسری طرف پھر جائے، بلکہ جب تک نمازی نماز میں ہے تو وہ اپنے چہرہ کو نمازی کی طرف کرتا ہے اور جب وہ نمازی فارغ ہو جاتا ہے تو وہ بھی پھر جاتا ہے، اس کی آواز ہے تو آہٹ اور سانس بھی ہوگا، بلکہ یمن کی طرف سے پایا جاتا ہے، اس کے دو کان ہیں جس سے راضی ہو اس پر کان لگاتا ہے قد آور ہے اس کے سر کے بال دونوں کانوں سے نیچے تک بڑھے ہوئے ہیں، لیکن داڑھی نہیں بلکہ نوجوان بے داڑھی ہے، انسان کی طرح اس کے دو۲ ہاتھ ہیں انمیں ایک دایاں دوسرا بایاں ہے، اس کا بازو اور ہتھیلی اور انگلیاں ہیں، دور تک اس کے ہاتھ پھیلے ہوئے، کبھی ہاتھوں کو بند کرتا ہے اور کبھی کھول کر پھرتا ہے، اس کا پہلو ہے، ہنستا ہے، اپنے منہ سے خبر بتاتا ہے، اس کے دانت ہیں جو چباتے ہیں، اس کا زیر جامہ ہے جس سے رحم لٹکتا ہے، دو۲ پاؤں ہیں، پنڈلی ہے، تخت پر بیٹھ کر دونوں پاؤں کو لٹکاتا ہے اور ان دونوں کو کرسی پر رکھتا ہے اور کبھی چت لیٹ کر |

واضعا احدی رجليه علی الاخری فلا بد من ظهر وقفا ويستانس للصدر ايضا فمن نور صدره خلقت الملئكة قد ماه فی كل مسجد عليهما يسجد الساجدون وبقية الاعضاء لم تفصل الاخبر اعم واشمل انه علیٰ صورة الانسان اذخلق ادم علیٰ صورة الرحمن يصعد وينزل ويمشی ويهرول وقد ياتی الارض و كانت اُخر وطاته بموضع وج ثم يجيئ يوم القيمة فيطوف الارض مكتسٍ ثيابا ازارا و رداء يستر المؤمن بكتفه رداؤه علیٰ وجه فی جنة عدن له ظل ظليل يصيب به من يشاء ويصرف عنه من يشاء ياتی يوم القيام فی ظلل من الغمام يتعجب ويستحيی و يمل ويتردد و يستهزئ وقد يتقذر نفسه شيئا تحمله وعرشه اربعة املاك اثنان تحت رجله اليمنی و اثنان تحت رجله اليسری تقبل شديد الوزر ويأط منه العرش اطيط الرجل الجديد من ثقل الراكب الشديد ربما لبس حلة خضراء ونعلين من ذهب وجلس علیٰ كرسی ذهب تحته فراش من ذهب ودونه ستر من

ایک ٹانگ کو دوسری پر رکھتا ہے لہٰذا اس کی پیٹھ اور گدی ہوگی، اور چھاتی سے مانوس کرتا ہے، اس کی چھاتی کے نور سے فرشتے پیدا ہوئے، اس کے قدم ہر مسجد میں ہیں تاکہ سجدہ کرنے والا ان قدموں پر سجدہ کرے، اور باقی اعضاء جن کی تفصیل نہیں صرف یہ خبر عام واشمل ہے کہ وہ انسانی صورت پر ہے کیونکہ اس نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا، چڑھتا ہے، اترتا ہے، چلتا ہے، دوڑتا ہے، کبھی زمین پر آتا ہے اور آخری قدم موضع وج میں ہوتا ہے، پھر قیامت کو آکر زمین پر چکر لگائے گا، لباس والا تہبند اور چادر پہنے ہوئے، اپنے دامن سے مومن کو ڈھانپتا ہے اس کی چادر چہرہ پر ہے جنت عدن میں اس کا گہرا سایہ ہے جس کو چاہتا ہے اس پر ڈالتا ہے اور جس چیز پر نہیں چاہتا نہیں ڈالتا، قیامت میں بادل کے سایہ میں آئے گا۔ تعجب و حیا کرتا ہے، میلان آگے پیچھے ہوتا ہے مذاق کرتا ہے، کبھی کسی چیز سے گھن کرتا ہے، اس کا عرش چار ملک ہیں، دو اس کے داہنے قدم اور دو اس کے بائیں قدم کے نیچے ہیں، شدید بوجھ ڈالے تو اس سے عرش اس طرح آواز نکالتا ہے جیسے نیا کجاوا بھاری سوار سے آواز پیدا کرتا ہے، کبھی سبز جوڑا پہنتا ہے، اور سونے کے جوتے ہیں اور سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اس کے نیچے سونے کا بستر اور پاس موتیوں کے پردے ہوتے ہیں،

| | |
|---|---|
| لؤلؤ رجلاہ فی خضرۃ فی روضۃ خضراء الٰی غیر ذلك مما نطقت ببعضہ الایات ووردت بالباقی الاحادیث، اتی علی اکثرھا فی کتاب الاسماء والصفات۔ | اس کے پاؤں سبزے کے باغ میں سبزے پر ہوتے ہیں بعض ان میں وہ صفات ہیں جن کو قرآنی آیات نے بیان کیا اور باقی وہ جن کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں سے اکثر کو کتاب الاسماء والصفات میں پیش کیا ہے۔(ت) |

کیوں اے جاہل بے خرد! اے حدیث احاد وضعیف ارتفاع مکانی سے سند لاکر اپنے معبود کو مکان ماننے والے، کیا ایسے ہی معبود کو پوجتا ہے پھر اس میں اور انسان کے جسم میں چھوٹے بڑے کے سوا فرق کیا ہے، مگر الحمد للہ اہلسنت ایسے سچے رب حقیقی معبود کو پوجتے ہیں جو احد، صمد، بے شبہہ ونمون وبیچون وچگون ہے۔

| | |
|---|---|
| "لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ "[1]۔ | نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی(ت) |

جسم وجسمانیات ومکان وجہالت واعضاء وآلات وتمام عیوب ونقصانات سے پاک ومنزہ ہے یہ سب اور اس کے مثل جو کچھ وارد ہوا ان میں کچھ روایۃً ضعیف ہے اور زیادہ وہی ہوگا اور صریح تشبیہ کی صاف تصریحیں کہ تاویلی محاوروں سے بعید پڑیں اُسی میں ملیں گی اُسے تو یہ خدا کے موفق بندے ایک جو کے برابر بھی نہیں سمجھتے اور جو کچھ روایۃً صحیح مگر خبر احاد ہو اسے بھی جب کہ متواترات سے موافق المعنٰی نہ ہو پایہ قبول پر جگہ نہیں دیتے۔

| | |
|---|---|
| فان الاحاد لاتفید الاعتماد فی باب الاعتقا دولو فرضت فی اصح الکتب باصح الاسناد۔ | اعتقاد کے باب میں اخبار احاد اگرچہ صحیح کتاب اور صحیح سند سے ہوں وہ اعتماد کے لیے مفید نہیں ہیں۔(ت) |

رہ گئے متواترات اور وہ نہیں مگر معدودے چند، اور وہ بھی معروف ومشہور محاوراتِ عرب کے موافق تاویل پسند مثل ید ووجہ وعین وساق واستواء واتیان ونزول وغیرہا ان میں تاویل کیجئے تو راہ روشن اور تفویض کیجئے تو سب سے احسن، نہ یہ کہ منہ بھر کر خدا کو گالی دیجئے اور اس کے لیے صاف صاف مکان مان لیجئے، یا اٹھتا، بیٹھتا، چڑھتا، اترتا، چلتا، ٹھہرتا، تسلیم کیجئے، اللہ عزوجل

---

[1] القرآن الکریم ۱۱۲/ ۳و۴

اتباعِ حق کی توفیق دے اور مخالفتِ اہلسنت سے ہر قول و فعل میں محفوظ رکھے، آمین۔

## چھٹا تپانچہ

**اقول:** طرفہ تماشا ہے جب اس گمراہ نے سب مصائب اپنے سر پر اوڑھ لیے اپنے معبود کو مکانی کہہ دیا، جسم مان لیا، عرش پر متمکن ٹھہرا کر جہت میں جان لیا، پھر یہ کیا خبط سوجھا کہ اور کہیں نہیں کہہ کر طرح طرح اپنے ہی لکھے سے تناقض کیا۔

**ضرب ۱۸۳:** سچا ہے تو قرآن و حدیث سے ثبوت دے کہ اللہ تعالٰی عرش پر تو ہے اور عرش کے سوا کہیں نہیں، یہ اور کہیں نہیں، کون سی آیت حدیث میں ہے؟ "**اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝۸۰**"[1]۔ یا یہود کی طرح بے جانے بوجھے دل سے گھڑ کر خدا پر حکم لگادیتے ہو۔

**ضرب ۱۸۴:** جب تُو اس سبوح و قدوس جل جلالہ کو مکان سے پاک نہیں مانتا تو اب کوئی وجہ نہیں کہ اور آیات واحادیث جن کے ظاہر الفاظ سے اور جگہ ہونا مفہوم ہو اپنے ظاہر سے پھیری جائیں۔ تیرے طور پر اُن سب کو معنی لغوی حقیقی ظاہر متبادر پر عمل کرنا واجب ہوگا، اب دیکھ کہ تو نے کتنی آیات واحادیث کا انکار کردیا اور کتنی بار اپنے اس لکھے سے کہ جو شرع میں وارد ہے اس سے سکوت نہ ہوگا، صاف تناقض کیا سب میں پہلے تو یہی حدیثِ صحیح بخاری **وھو مکانہ**[2]۔ ہے جس میں تُو نے بزورِ زبان ضمیر حضرت عزت جل شانہ کی طرف ٹھہرادی اور پھر مکانہ سے محض زبردستی عرش مراد لے لیا حالانکہ وہاں سدرۃ المنتہٰی کا ذکر ہے تو عرش ہی پر ہونا غلط ہوا کبھی سدرہ پر بھی ٹھہرا ہے۔

**ضرب ۱۸۵:** صحیح بخاری حدیثِ شفاعت میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

| | |
|---|---|
| **فاستأذن علی ربی فی دارہ فیؤذن لی علیہ**[3]۔ | میں اپنے رب پر اذن طلب کروں گا اس کی حویلی میں تو مجھے اس کے پاس حاضر ہونے کا اذن ملے گا۔ |

ظاہر ہے کہ تخت کو حویلی نہیں کہتے، نہ عرش کسی مکان میں ہے، بلکہ وہ بالائے جملہ اجسام ہے،

[1] القرآن الکریم ۲/ ۸۰

[2] صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالٰی وکلم اللہ موسٰی تکلیما قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۲۰

[3] صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲/ ۱۱۰۸

لاجرم یہ حویلی جنّت ہی ہوگی۔

**ضرب ۱۸۶:** صحیحین میں ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے:

| | |
|---|---|
| قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جنتان من فضة اٰنیتھما وما فیھما، وجنتان من ذھب اٰنیتھما وما فیھما وما بین القوم وبین ان ینظروا الٰی ربھم عزوجل الارداء الکبریاء علٰی وجھه فی جنة عدن[1]۔ | رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: دو جنتیں ہیں جن کے برتن اور تمام سامان چاندی کا ہے، دو۲ جنتیں ہیں جن کے برتن اور تمام سامان سونے کا ہے اللہ تعالٰی کے دیدار اور قوم میں صرف کبریائی کی چادر ہوگی جو جنتِ عدن میں اس کے چہرے پر ہوگی، حائل ہوگی۔ (ت) |

یہاں جنت عدن میں ہونے کی تصریح ہے۔

ضرب ۱۸۷: بزار و ابن ابی الدنیا اور طبرانی بسند جید قوی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیثِ دیدار اہل جنت ہر روز جمعہ میں مرفوعًا راوی:

| | |
|---|---|
| فاذا کان یوم الجمعة نزل تبارك و تعالٰی من علیین علٰی کرسیّه ثم حف الکرسی بمنابر من نور و جاء النبیون حتی یجلسوا علیھا[2]۔ الحدیث | جب جمعہ کا روز ہوگا تو اللہ تبارک و تعالٰی علیین سے کرسی پر نزول فرمائے گا پھر اس کے گرد نور کے منبر بچھائے جائیں گے، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام تشریف لاکر ان منبروں پر جلوہ گر ہوں گے۔ الحدیث (ت) |

یہاں علیین سے اُتر کر کرسی پر حلقہ انبیاء و صدیقین و شہداء وسائر اہل جنت کے اندر تجلّی ہے۔

**ضرب ۱۸۸: قال تعالٰی:** "ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ"[3]۔ (کیا تم اس سے نڈر ہوگئے ہو جس کی

---

[1] صحیح البخاری کتاب التفسیر ۲/ ۷۳۴ وکتاب التوحید ۲/ ۱۱۰۹ قدیمی کتب خانہ کراچی، صحیح مسلم کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰۰

[2] الترغیب و الترھیب فصل فی نظر اہل الجنة الی ربھم حدیث ۱۲۹ مصطفی البابی مصر ۴/ ۵۵۴، کشف الاستار عن زوائد البزار باب فی نعیم اہل الجنة حدیث ۳۵۱۹ موسسة الرسالہ بیروت ۴/ ۱۹۵، المعجم الاوسط حدیث ۶۷۱۳ مکتبة المعارف الریاض ۷/ ۳۶۷

[3] القرآن الکریم ۶۷/ ۱۶

سلطنت آسمان میں ہے۔ت)

**ضرب ۱۸۹:** قال تعالٰی "ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ"[1] ۔ (کیا تم نڈر ہوگئے ہواس سے جس کی سلطنت آسمان میں ہے۔(ت)

**ضرب ۱۹۰:** احمد وابن ماجہ وحاکم بسند صحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث قبض روح میں مرفوعًا راوی۔

| | |
|---|---|
| فلایزال یقال لھا ذلك حتی تنتھی بھا الی السماء التی فیھا اللہ تبارك وتعالٰی[2]۔ | روح کو یہ کہا جاتا رہے گا حتی کہ وہ اس آسمان تک پہنچ جائے جس میں اللہ تعالٰی ہے۔(ت) |

**ضرب ۱۹۱:** مسلم ابوداؤد ونسائی معویہ بن حکم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث جاریہ میں راوی:

| | |
|---|---|
| قال لھا این اللہ قالت فی السماء قال من انا قالت انت رسول اللہ قال اعتقھا فانھا مؤمنۃ[3]۔ | لونڈی کو فرمایا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان میں، پھر پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا آپ رسول اللہ ہیں، تو آپ نے مالک کو فرمایا اس کو آزاد کردو کیونکہ مومنہ ہے۔(ت) |

**ضرب ۱۹۲:** ابوداؤد وترمذی بافادہ تصحیح عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

| | |
|---|---|
| قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء[4]۔ | حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: زمین والوں پر رحم کرو تم پر رحم کرے گا جو آسمان میں ہے۔(ت) |

**ضرب ۱۹۳:** صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے:

| | |
|---|---|
| قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم | حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: مجھے اس |

[1] القرآن الکریم ۶۷/ ۱۷

[2] مسند احمد بن حنبل مروی از ابو ھریرہ دارالفکر بیروت ۲/ ۳۶۴_ سنن ابن ماجہ باب ذکر الموت والاستعداد لہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۵، کنزالعمال حدیث ۴۲۴۹۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/ ۲۳۰

[3] صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۴، سنن ابوداؤد باب تشمیت العاطس فی الصلوۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۳۴

[4] جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۱۴، سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی الادب آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۱۹

| | |
|---|---|
| والذی نفسی بیدہ مامن رجل یدعو امراتہ الٰی فراشھا فتابٰی علیہ الاکان الذی فی السماء ساخطا علیھا حتی یرضٰی عنھا۔[1] | ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب کوئی خاوند اپنی بیوی کو جماع کے لیے طلب کرتا ہے اور وہ انکار کرتی ہے تو وہ ذات جو آسمان میں ہے بیوی پر ناراض ہوتی ہے۔(ت) |

**ضرب ۱۹۴:** ابویعلٰی وبزار وابونعیم بسندِ حسن ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

| | |
|---|---|
| قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لما القی ابراہیم فی النار قال اللھم انت فی السماء واحد وانا فی الارض واحد أعبدک[2]۔ | حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: جب براہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا: اے اللہ تو آسمان میں ایک ہے اور میں زمین میں ایک ہوں، تیری عبادت کرتا ہوں۔(ت) |

**ضرب ۱۹۵:** ابویعلٰی و حکیم و حاکم و سعید بن منصور وابن حبان وابونعیم اور بیہقی کتاب الاسماء میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مرفوعًا راوی، اللہ عزوجل نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| یاموسٰی لو ان السمٰوٰت السبع و عامر ھن غیری، و الارضین السبع فی کفۃ ولاالہ الا اللہ فی کفۃ مالت بھن لا الٰہ الا اللہ[3]۔ | اے موسٰی اگر ساتوں آسمان اور ان میں موجود ہر چیز میرے سوا، اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں ہوں اور دوسرے پلڑے میں لاالٰہ الا اللہ ہو تو لا الٰہ الا اللہ والا پلڑا سب پر بھاری ہوگا۔(ت) |

ان آیات واحادیث سے آسمان میں ہونا ثابت ہوا۔

[1] صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم امتناعھامن فراش الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۶۴

[2] حلیۃ الاولیاء مقدمۃ المؤلف دارالکتاب العربی بیروت ۱/ ۱۹، کنزالعمال بحوالہ ابی یعلٰی حدیث ۳۲۲۸۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۸۴

[3] مسند ابویعلی حدیث ۱۳۸۹ مروی از ابوسعید خدری موسسۃ علوم القرآن بیروت ۲/ ۱۳۵، کتاب الاسماء والصفات باب ماجاء فی فضل الکلمۃ الباقیہ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۱/ ۱۷۵، المستدرک للحاکم کتاب الدعاء دارالفکر بیروت ۱/ ۵۲۸، موارد الظمآن حدیث ۲۳۲۴ المطبعۃ السلفیہ ص ۵۷۷

ضرب۱۹۶: ہر رات آسمانِ دُنیا پر ہونے کی حدیث گزری اور احادیث اس باب میں بکثرت ہیں۔ ضرب ۱۹۷: قال اللہ تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "هُوَاللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ" [1]۔ | وہ اللہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ (ت) |

ضرب ۱۹۸: قال تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾" [2]۔ | ہم اس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔ (ت) |

ضرب ۱۹۹: قال تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾" [3]۔ | سجدہ کر اور قریب ہو۔ (ت) |

ضرب ۲۰۰: قال تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ" [4]۔ | جب آپ سے سوال کریں میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں۔ (ت) |

ضرب ۲۰۱: قال تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾" [5] | وہ سمیع وقریب ہے۔ (ت) |

ضرب ۲۰۲: قال تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾" [6]۔ | اور ہم نے ان کو ندا دی طور کی دائیں جانب سے اور اس کو ہم نے قریب کیا مناجات کرتے ہوئے۔ (ت) |

ضرب ۲۰۳: قال تعالٰی۔

| | |
|---|---|
| "فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸﴾" [7]۔ | جب وہاں آئے تو ندا دی گئی کہ جو آگ میں ہے اس کو برکت دی گئی اور اس کے ارد گرد والوں کو، اللہ پاک رب العالمین ہے (ت) |

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۳
[2] القرآن الکریم ۵۰/ ۱۶
[3] القرآن الکریم ۹۶/ ۱۹
[4] القرآن الکریم ۲/ ۱۸۶
[5] القرآن الکریم ۳۴/ ۵۰
[6] القرآن الکریم ۱۹/ ۵۲
[7] القرآن الکریم ۲۷/ ۸

معالم میں ہے:

| | |
|---|---|
| روی عن ابن عباس وسعید بن جبیر والحسن فی قوله بورك من فی النار قدس من فی النار وھو الله تعالٰی عنی به نفسه علٰی معنی انه نادٰی موسٰی منھا واسمعه کلامه من جھتھا[1]۔ | ابن عباس، سعید بن جبیر اور حسن رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا گیا کہ من بورک فی النار کے بارے میں، یعنی برگزیدہ ہے جو آگ میں ہے اور وہ اللہ کی ذات ہے جس کو اپنی ذات کے بارے میں فرمایا یعنی یہ ہے کہ موسٰی نے ندا کی تو اس کو اپنا کلام سنایا اس جانب سے۔(ت) |

ضرب ۲۰۴: قال تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ"[2]۔ | وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔(ت) |

ضرب ۲۰۵: صحیحین میں ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| یایھا الناس اربعوا علٰی انفسکم فانکم لاتدعون اصم ولا غائبا انکم تدعونه سمیعا قریبا وھو معکم۔[3] | اے لوگو! اپنے آپ پر نرمی کرو کیونکہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے، تم تو پکارتے ہو سمیع قریب کو، وہ تمہارے پاس ہے۔(ت) |

اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے:

| | |
|---|---|
| والذی تدعون اقرب الی احد کم من عنق راحلة احدکم[4] | وہ ذات جسے تم پکارتے ہو وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی قریب تر ہے۔(ت) |

ضرب ۲۰۶: مسلم، ابوداؤد، ونسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| اقرب مایکون العبد من ربه | بندہ اللہ تعالٰی کے قریب ترین ہوتا ہے جب |

---

[1] معالم التنزیل(تفسیر البغوی) آیة ۲۷/ ۸ دار الکتب العلمیة بیروت ۳/ ۳۴۸

[2] القرآن الکریم ۵۷/ ۴

[3] صحیح البخاری کتاب الجھاد باب مایکرہ من رفع الصوت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۲۰، صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب استحباب خفض الصوت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۶

[4] صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب استحباب خفض الصوت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۶

| | |
|---|---|
| وھو ساجد فاکثروا الدعاء [1] | وہ سجدہ کرتا ہے، تو دُعا زیادہ کرو۔(ت) |

**ضرب ۲۰۷:** دیلمی ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| قال اللہ تعالٰی انا خلفك وامامك وعن یمینك وعن شمالك یاموسٰی انا جلیس عبدی حین یذکرنی وانا معہ اذا دعانی۔ [2] | اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے موسٰی! میں تیرے پیچھے، آگے دائیں اور بائیں ہوں، میں بندے کا ہم نشین ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب مجھے یاد کرتا ہے۔(ت) |

**ضرب ۲۰۸:** صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی [3] | میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے(ت) |

**ضرب ۲۰۹:** مستدرک میں بروایت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حدیث قدسی ہے۔

| | |
|---|---|
| عبدی انا عند ظنك بی وانا معك اذا ذکرتنی [4] | اے بندے میں تیرے گمان کے ساتھ ہوں جو تو میرے متعلق کرتا ہے اور میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں جب تُو مجھے یاد کرتا ہے۔(ت) |

**ضرب ۲۱۰:** سعید بن منصور ابو عمارہ سے مرفوعًا راوی:

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب مایقال فی الرکوع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۱، سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب الدعا فی الرکوع والسجود آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۲۷، سنن النسائی اقرب مایکون العبد من اللہ عزوجل نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۱۷۰

[2] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۴۵۳۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۱۹۲

[3] صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالٰی ویحذرکم اللہ نفسہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۰۱، صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء ۲/ ۳۴۳ وکتاب التوبۃ ۲/ ۳۵۴

[4] المستدرك للحاکم کتاب الدعا باب قال عزوجل عبدی انا عند ظنك بی دار الفکر ۱/ ۴۹۷

| | |
|---|---|
| الساجد یسجد علی قدمی اللہ تعالٰی [1] | سجدہ کرنے والا اللہ تعالٰی کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے۔(ت) |

ان آیات واحادیث سے زمین پر اور طُور پر اور ہر مسجد میں اور بندے کے آگے پیچھے دہنے بائیں اور ہر ذاکر کے پاس اور ہر شخص کے ساتھ اور ہر جگہ اور ہر ایک کی شہ رگ گردن سے زیادہ قریب ہونا ثابت ہے۔

**ضرب ۲۱۱:** قال اللہ تعالٰی: "اَنۡ طَهِّرَا بَيۡتِىَ" [2] (تم دونوں میرے گھر کو صاف کرو، ت) یہاں کعبے کو اپنا گھر بتایا۔

**ضرب ۲۱۲:** معالم میں ہے مروی ہوا کہ توریت مقدس میں لکھا ہے:

| | |
|---|---|
| جاء اللہ تعالٰی من سیناء واشرف من ساعین واستعلی من جبال فاران۔ [3] | اللہ تعالٰی سیناء کے پہاڑ سے آیا اور ساعین کے پہاڑ سے جھانکا اور مکہ معظّمہ کے پہاڑوں سے بُلند ہوا۔ |

ذکرہ تحت اٰیۃ بورک (اسے آیہ بورک کے تحت ذکر کیا۔ت)

**ضرب ۲۱۳:** طبرانی کبیر میں سلمہ بن نفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

| | |
|---|---|
| قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انی اجد نفس الرحمن من ھٰھنا واشار الی الیمن۔ [4] | رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یمن کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: بے شک میں رحمان کی خوشبو یہاں سے پاتا ہوں۔ |

**ضرب ۲۱۴:** مسند احمد وجامع ترمذی میں حدیثِ سابق ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| والذی نفس محمد بیدہ لوانکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللہ عزوجل، ثم | اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جان ہے اگر تم سب سے نچلی زمین تک رسّی لٹکاؤ تو وہ رسّی اللہ تعالٰی پر گرے گی، پھر |

[1] حلیۃ الاولیاء ترجمہ حسان بن عطیہ دار الکتاب العربی بیروت ۶/ ۷۱

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۲۵

[3] معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الایۃ ۲۷/ ۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۳۴۸

[4] المعجم الکبیر حدیث ۶۳۵۸ المکتبہ الفیصلیۃ بیروت ۷/ ۵۲

| | |
|---|---|
| قرأھوالاول والاٰخروالظاھر والباطن وھو بکل شیئ علیم o۔[1] | آپ نے ھوالاول والاٰخروالظاھر والباطن وھو بکل شیئ علیم کوتلاوت کیا۔(ت) |

یہاں سے ثابت کہ سب زمینوں کے نیچے ہے۔

**ضرب فیصلہ** عـــہ **ضرب ۲۱۵: اقول:** یہی آیات واحادیث ہر مجسم خبیث کی دہن دوزی اور ہر مسلم سُنّی کی ایمان افروزی کو بس ہیں اس مجسم سے کہا جائے کہ اگر ظاہر پر حمل کرتا ہے تو ان آیات واحادیث پر کیوں ایمان نہیں لاتا۔ "**اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ**ۚ"[2] (قرآن پاک کی بعض آیتوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو،ت) دیکھ تیرے اس کہنے میں کہ عرش پر ہے اور کہیں نہیں کتنی آیتوں حدیثوں کا صاف انکار ہے،اور اگر ان میں تاویل کی راہ چلتا ہے تو آیاتِ استوا وحدیث مکان میں کیوں حد سے نکلتا ہے،اب یہ تیرا بکنا صریح جھوٹ اور تحکم ٹھہرا کہ تیرا معبود مکان رکھتا اور عرش پر بیٹھتا ہے،اور مومن سُنی کو ان سے بحمد اللہ یوں روشن راستہ ہدایت کا ملتا ہے کہ جب آیات واحادیث عرش وکعبہ وآسمان وزمین وہر موضع ومقام کے لیے وارد ہیں تو اب تین حال سے خالی نہیں، یا تو ان میں بعض کو ظاہر پر محمول کریں اور بعض میں تفویض و تاویل، یا سب ظاہر پر ہوں یا سب میں تفویض و تاویل،اول تحکم بیجا و ترجیح بلامرجح اور اللہ عزوجل پر بے دلیل حکم لگادینا ہے،اور شق دوم قطع نظر اُن قاطعہ قاہرہ دلائل زاہرہ تنزیہ الٰہی کے یوں بھی عقلاً ونقلاً ہر طرح باطل کہ مکینِ واحد وقتِ واحد میں امکنہ متعددہ میں نہیں ہوسکتا تو ہر جگہ ہونا اُسی صورت پر بنے گا کہ ہوا کی طرح ہر جگہ بھرا ہو اور اس سے زائد شنیع و ناپاک اور بداہۃً باطل کیا بات ہوگی کہ ہر نجاست کی جگہ، ہر پاؤں کے تلے ہر شخص کے منہ، ہر مادہ کے رحم میں ہونا لازم آتا ہے۔اور پھر جتنی جگہ مکانوں پہاڑوں وغیرہ اجسام سے بھری ہوئی ہے بعینہٖ اس میں بھی ہو تو تداخل ہے اور نہ ہو تو اس میں کروڑوں ٹکڑے پرزے جوف سوراخ لازم آئیں گے،اور جو نیا پیڑ اُگے نئی دیوار اُٹھے تیرے معبود کو سمٹنا پڑے ایک نیا جوف اس میں اور بڑھے اور اب استوا کے لیے عرش اور دار کے لیے

---

عـــہ: لفظِ فیصلہ کے بھی ۲۱۵ عدد ہیں منہ۔

---

[1] جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ الحدید حدیث ۳۳۰۹ دار الفکر بیروت ۵/ ۱۹۵، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۷۰

[2] القرآن الکریم ۲/ ۸۵

جنت بیت کے لیے کعبے کی کیا خصوصیت رہے گی۔لاجرم شق سوم ہی حق ہے اور آیاتِ استوا سے لے کر یہاں تک کوئی آیت و حدیث ان محال و بے ہودہ معنی پر محمول نہیں جو ناقص افہام میں ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتے ہیں بلکہ تفہیم عوام کے لیے اُن کے پاکیزہ معانی ہیں، اللہ عزوجل کے جلال کے لائق جنہیں ائمہ کرام اور خصوصًا امام بیہقی نے کتاب الاسماء میں مشرحًا بیان فرمایا اور ان کی حقیقی مراد کا علم اللہ عزوجل کو سپرد ہے۔

| | |
|---|---|
| امنّا به كل من عند ربنا وما يذكر الا اولو الالباب o والحمد الله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد وأله وصحبه اجمعين امين! | ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے، اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔ اور درود و سلام نازل ہو سید المرسلین محمد مصطفیٰ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ آمین (ت) |

## ساتواں تپانچہ

**الحمدُ للہ** مسئلہ عرش وردِّ مکان سے فراغ پایا کہ یہی رسالے کا موضوع اصلی تھا اب تحریر وہابیت تخمیر کے دو[۲] حرف اخیر دو مسئلہ دیگر کے متعلق باقی ہیں اُن کی نسبت بھی سرسری دو چار ہاتھ لیجئے کہ شکایت نہ رہے۔

**قولہ مسئلہ:** فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔

**الجواب:**

کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے فرضوں کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں۔

**اقول: ضرب ۲۱۶:** کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے اللہ تعالیٰ کا عرش کے سوا اور کہیں نہ ہونا ثابت نہیں دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا بے حدیث صحیح بدعت مگر خدا پر حکم لگا دینے کو صرف تیرے زبان ادعا کی حاجت ع

نجدی بے شرم شرم ہم بدار

(بے شرم نجدی! کچھ شرم کر)

**ضرب ۲۱۷:** کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے عرش کا امکانِ الٰہی ہونا ثابت نہیں، اپنے رب کے حضور التجا کے لیے ہاتھ پھیلانے کو حدیثِ صحیح کی ضرورت، مگر اللہ عزوجل کو گالی دینے اس کی مخلوقات سے مشابہ بنا دینے کو فقط تیری بدلگام زبان حجت ع

مکن خود را مکان در قعرِ نار

(اپنا مکان مت بنا آگ کی گہرائی میں۔ت)

**ضرب ۲۱۸:** کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے فرضوں کے بعد دُعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کی ممانعت ثابت نہیں۔ پھر تم لوگ کس منہ سے منع کرتے ہو، کیا منع کی شریعت تمہارے اپنے گھر کی ہے یا جواز کے لیے حاجت دلیل ہے ممانعت دلیل سے مستغنی ہے۔

**ضرب ۲۱۹:** اگر صحیح سے مقابل حسن مراد تو ہرگز حجت اس میں منحصر نہیں، صحیح لذاتہ و صحیح لغیرہ و حسن لذاتہ و حسن لغیرہ سب حجت اور خود مثبت احکام ہیں، اور اگر حسن کو بھی شامل تو انکار صرف بنظر خصوص محل ہے، یا بمعنی عدم ثبوت مطلق ثانی قطعًا باطل، بکثرت صحیح و معتمد احادیث قولی و فعلی و تقریری سے نماز کے بعد دعا مانگنا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت۔ یونہی ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب سے ہونا بکثرت احادیث صحیحہ و معتبرہ قولی و فعلی و تقریری سے ثابت، یہ سب حدیثیں صحاح و مشکوۃ و اذکار و حصن حصین وغیرہا میں مروی و مذکور، اور بعد ثبوت اطلاق بے اثبات تخصیص ممانعت خاص قاعدہ علم سے دور و مہجور۔

**ضرب ۲۲۰:** مقام مقامِ فضائل ہے اور اس میں ضعاف بالاجماع مقبول، دیکھو حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی کا رسالہ **الھاد الکاف فی حکم الضعاف** تو مطالبہ صحت سراسر جہل واعتساف۔

**اقول:** مصنف ابن ابی شیبہ کی حدیث جو بطریق اسود عامری بعض اہل بریلی کے فتوے میں منقول ہے۔ وہ باتفاق محدثین ضعیف و پایہ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ اسود عامری مجہول العین والحال ہے۔

**اقول: ضرب ۲۲۱:** ادعائے اتفاق محض کذب و اختلاق، مجہول العین بہت ائمہ محققین کے نزدیک مقبول ہے اور مجہول الحال میں بھی بعض اکابر کا مذہب قبول ہے، امام نووی مقدمہ منہاج میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| المجھول اقسام مجھول العدالۃ ظاھرا وباطنا و مجھولھا باطنا مع وجود ھا ظاھرا وھوالمستور و المجھول العین فاما الاول فالجمھور علٰی انہ لایحتج بہ واما الاخران فاحتج بھما کثیرون من المحققین[1]۔ | مجہول کی کئی اقسام ہیں، مجہول العدالۃ ظاہرًا و باطنًا، مجہول العدالۃ باطنًا مع وجود العدالۃ ظاہرًا، یہ مستور ہے اور مجہول العین، صرف پہلی قسم کو جمہور دلیل نہیں بناتے لیکن آخری دو قسموں کو محققین میں سے کثیر نے دلیل بنایا ہے۔ (ت) |

[1] مقدمہ منہاج للنووی مع صحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۷

(زیادہ تفصیل درکار ہو تو حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی کی کتاب مستطاب منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین افادہ دوم صدر کتاب و فائدہ چہارم آخر کتاب کے مطالعے سے مشرف ہو)

**ضرب ۲۲۲:** اسود کی نسبت میزان الاعتدال میں صرف اس قدر ہے:

| | |
|---|---|
| ماروی عنه سوی ولدہ دلھم له حدیث واحد۔[1] | اس کے بیٹے دلھم کے بغیر اس سے کسی نے روایت نہیں کی اور محدثین کے ہاں اس کی ایک حدیث ہے۔(ت) |

اس سے فقط جہالت عین ظاہر ہوتی ہے وہ جہالت حالی کو مستلزم نہیں کہ مجہول العین بہت محققین کے نزدیک مقبول اور مجہول الحال مجروح تو جہالت حال کا حکم آپ کی اپنی جہالت ہے یا ائمہ معتمدین سے روایت علی الثانی ثبوت دیجئے علی الاول آپ کیا اور آپ کی جہالت کیا، آپ کا علم تو جہل ہے جہل کیا ہوگا، آپ اللہ عزوجل ہی کو نہیں جانتے ہیں کہ اس کے لیے مکان مانتے ہیں۔

**ضرب ۲۲۳:** ذہبی نے بھی یہ قول اپنی طرف سے لکھا اور اُن کی نفی نفی ائمہ کے مثل نہیں ہوسکتی، اب یہیں دیکھئے کہ وہ کہتے ہیں کہ اسود کے لیے ایک حدیث ہے، میں کہتا ہوں ان کی ایک حدیث تو یہی ہے کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کی، دوسری حدیث ان سے سنن ابی داؤد میں ہے جس میں وفادت لقیط بن عامر کا ذکر فرما کر حدیث کے دو لفظ مختصر بطریق عبد الرحمن بن عیاش سمعی عن دلھم بن الاسود عن ابیه عن عمه[2] ذکر کیے اور تمام و کمال ایک ورق طویل میں متضمن بیانات علم غیب و حشر و نشر و حوض کوثر وغیرہا بطریق مذکور عبداللہ بن الامام کے زوائد مسند میں ہے۔

**ضرب ۲۲۴:** محدث صاحب! آپ نے حافظ الشان کا قولِ منقح بھی دیکھا وہ تصریح فرماتے ہیں کہ اسود عامری مقبول ہیں جاہل مجہول اگر جہل سے معذور تو زبان کھولنی کیا ضرور۔

**ضرب ۲۲۵:** حافظ الشان سے سو اوجہ اجل و اعظم لیجئے امام اجل ابوداؤد نے سنن میں حدیث مذکور اسود عامری سے روایت کی اور اُس پر اصلاً جرح نہ فرمائی تو حسبِ تصریحات ائمہ حدیث صحیح یا حسن یا اقل صالح تو ہوئی خود امام ممدوح اپنے رسالہ مکیہ میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| مالم اذکرہ فیه شیئا فھو صالح و | جس میں کوئی علت بیان نہ کروں وہ حدیث |

[1] میزان الاعتدال ترجمہ ۹۸۲ اسود بن عبداللہ دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۲۵۶

[2] مسند احمد بن حنبل حدیث ابی رزین العقیل لقیط بن عامر الخ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۳

| | |
|---|---|
| بعضها اصح من بعض۔ [1] | درست ہو گی اور ان میں بعض سے بعض اصح ہوں گی۔ت |

اب اپنی جہالت کبرٰی دیکھ کہ ائمہ کرام تو اسود کو مقبول اور ان کی حدیث کو صالح فرمائیں اور تجھ جیسا بے تمیز بے ادراک پایہ اعتبار سے ساقط بتائے۔

**ضرب ۲۲۶:** بالفرض اگر آپ کی جہالت مان بھی لیں اور بفرضِ غلط یہ بھی تسلیم کرلیں کہ مجہول الحال بالاتفاق نامقبول، پھر بھی بالاتفاق پایہ اعتبار سے ساقط بتانا مردود و مخذول، محدث مسکین ابھی احتجاج و اعتبار ہی کا فرق نہیں جانتے اور چلے حدیثوں پر جرح کرنے، محدث صاحب ! مجہول اگر ساقط ہے تو پایہ احتجاج سے نہ کہ پایہ اعتبار سے، دیکھو رسالہ الہادِ الکاف، اور یہاں پایہ اعتبار تک ہونا کافی ووافی ہے بلاخلاف۔

**ضرب ۲۲۷:** یہ سب کام اس تسلیم پر ہے کہ اسود مذکور فی المیزان ہوں مگر حاشا اس کا تمہارے پاس کیا ثبوت، بلکہ دلیل اس کے خلاف کی طرف ناظر کہ اُن اسود کے باپ صحابی نہیں مجہول ہیں کما نص علیه الحافظ (جیسا کہ حافظ نے اس پر نص کی ہے۔ ت) اور اس اسود کے باپ صحابی کما ذکر فی نفس الحدیث صلیت مع رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم الفجر (جیسا کہ اسی حدیث میں ذکر ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی (ت)

**قوله:** اور ابن السنی کے عمل الیوم واللیلہ کی حدیث جو بروایت انس فتوی مذکور میں منقول ہے۔ موضوع ہے کیونکہ اس میں عیسٰی راوی کذاب ہے، یہ دونوں حدیثیں میزان الاعتدال کے اخیر میں موجود ہیں۔

**اقول ضرب ۲۲۸:** عیسٰی تو کذاب نہیں مگر تم ضرور کذاب ہو اس کی سند میں عیسی کوئی راوی ہی نہیں ؎

ولے از مفتری نتواں برآمد | کہ او از خود سخن می آفریند

(افترا پرداز سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود بات بنالیتا ہے)

---

[1] مقدمه سنن ابی داؤد الفصل الثانی آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۴

**ضرب ۲۲۹:** حکم بالوضع بے دلیل ومردود ہے۔

**ضرب ۲۳۰:** میزان الاعتدال میں ان احادیث کا ذکر نہیں، کیا بلاوجہ بھی جھوٹ کی عادت ہے اور فاصبر کیا موقع پر ہے۔

**قولہ مسئلہ:** غیر مقلدوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔

**الجواب:** جو شخص کسی مسلمان کو بلاثبوت شرعی فاسق یا مبتدع یا کافر کہے خود اسی کا مصداق ہے۔

**اقول: ضرب ۲۳۱:** بھلا کسی مسلمان کو بلاثبوت برا کہنا، یہ جرم ہوا اور جو ناپاک بے باک اپنی گمراہی کی ترنگ میں مسلمانوں کے رب کے لیے نہ صرف بلاثبوت بلکہ قطعًا برخلاف ثبوت شرعی مکان بتائے اسے اس کی مخلوق محتاج کے مانند بنائے وہ مردود کس لفظ کا مصداق ہے اسے کس سزا کا استحقاق ہے۔

**ضرب ۲۳۲:** اپنے پیر مغان اسمٰعیل دہلوی علیہ ما علیہ کی خوب خبر لی وہ اور اس کی تمام ذریت اہلِ توہب و نجدیت اسی مرض مہلک میں گرفتار ہیں کہ مسلمانوں کو بلاثبوت شرعی محض بزور زبان وزور بہتان مشرک بدعتی بنانے کو تیار ہیں "**قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ**" [1]۔ (اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) مردک نے خود ہی شرک کی تعریف کی کہ جو باتیں خدا نے اپنی تعظیم کے لیے خاص کی ہیں وہ دوسروں کے لیے بجالانا اور پھر شرک کی مثالوں میں گنادیا، کسی کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا، کسی کی قبر کو مور چھل جھلنا، **الحمدللہ** کہ تم جیسے سپوتوں نے اس مردک کے خود مشرک ہونے کا اقرار کردیا۔

**ضرب ۲۳۳:** یونہی تم نئی پود والے جن پرانوں سیانوں کے گرگے ہو یعنی یہی دہلوی اور اس کے اذناب غوی تم سب کا مسلک ناپاک ہے کہ تقلید ائمہ کو بلاثبوتِ شرعی شرک اور مقلدین کو مشرک کہتے ہو، **الحمدللہ** کہ تم خود اپنے منہ آپ مشرک بنے کہ کرد کہ نیافت۔

**ضرب ۲۳۴:** تمہارے طائفہ غیر مقلدین کا فساق مبتدعین ہونا بے ثبوت شرعی نہیں بلکہ علمائے عرب و عجم بکثرت دلائل قاہرہ سے ثابت فرماچکے سینہ زوری سے نہ ہارو تو اس کا کیا علاج۔

**ضرب ۲۳۵:** جناب شیخ مجدد الف ثانی رسالہ مبدء و معاد میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| مدتے آرزوئے آں داشت کہ وجہے پیدا شود وجیہ در مذہب حنفی تا در خلف امام قراءتِ فاتحہ نمودہ آید امابواسطہ رعایت مذہب بے اختیار | مدت تک یہ آرزو رہی کہ حنفی مذہب میں قرات خلف الامام کی کوئی صورت بن جائے تاہم غیر اختیاری طور پر مذہب کی رعایت میں امام کی |

[1] القرآن الکریم ۶۳/۴

| | |
|---|---|
| ترک قراءت میکردوایں ترک رااز قبیل ریاضت مجاہدہ می شمرد، آخر الامر سبحانہ تعالیٰ بہ برکت رعایت مذہب کہ نقل از مذہب الحادست، حقیقتِ مذہب حنفی در ترک قراءت ماموم ظاہر ساخت وقراءت حکمی از قراءت حقیقی در نظر بصیرت زیبا ترنمود۔[1] | اقتداء میں قراءت نہ کی،اس ترک قراءت کو تکلف محسوس کرتا رہا، بالاخر مذہب کی رعایت کی برکت سے مقتدی کے لیے ترک قراءت کی حقیقت ظاہر ہو گئی جب کہ اپنے مذہب سے دوسرے مذہب میں منتقل ہونا الحاد ہے، چنانچہ حقیقی قرءات سے حکمی قراءت نظرِ بصیرت میں خوب تر معلوم ہوئی۔(ت) |

یہاں حضرت ممدوح غیر مقلدوں کو صاف صاف ملحد فرمارہے ہیں،آپ کے نزدیک یہ فرمانا مطابق ثبوت شرعی ہے جب تو آپ اور آپ کے سارے طائفے کو الحاد و بے دینی کا خلعت مبارک، پھر آپ فاسق و مبتدع کہنے پر کیوں بگڑیں۔ہاں شاید یوں بگڑے ہو کہ مرتبہ گھٹادیا ملحد زندیق سے نرا فاسق مبتدع رکھا،اور اگر یہ فرمانا بے ثبوت شرعی ہے توآپ کے طور پر حضرت شیخ مجدد معاذاللہ ملحد قرار پائیں گے جلد بتاؤ کہ دونوں شقوں سے کون سی شق تمہیں پسند ہے، ہنوز بس نہیں،جب جناب شیخ ایسے ٹھہریں گے تو شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز صاحب کہاں بچیں گے کہ یہ ان کے مرید ان کے معتقد ہیں انہیں اکابر اولیاء سے جانتے ہیں اور جو کسی ملحد کو مسلم کہے خود ملحد ہے نہ کہ امامِ اسلام وولی والا مقام کہنے والا،اور ابھی انتہا کہاں،جب یہ سب حضرات ایسے ہوئے تو وہابیہ مخذولین کا شیخ مقتول اسمٰعیل مخذول علیہ ماعلیہ کدھر بھاگے گا،یہ تینوں کامداح تینوں کاغلام تینوں کو ولی کہے تینوں کو امام،تو یہ خود ملحد در ملحد ملحدوں کا ملحد ہوا،اور اب تم کہاں جاتے ہو تم اس ایک کے ویسے ہی ہو جیسا وہ اُن تین کا تو دیگ الحاد کی کچھلی کھرچن الحادی بوتل کی نیچے کی تلچھٹ تم ہوئے اب کہو کون سی شق پسند رہی،ہر شق پر الحاد کی آفت تمہارے ہی ماتھے گئی۔

**قولہ:** ائمہ دین و مسلمانان قرونِ ثلثہ سب غیر مقلد تھے۔

**اقول: ضرب ۲۳۶:** محض جھوٹ ہے،تابعین و تبع تابعین میں تو لکھو کھا مقلدین تھے ہی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی ہزاروں حضرات خصوصًا اعراب واکثر طلقاء مقلد تھے۔قرونِ ثلثہ کے کروڑوں مسلمانوں میں ہر شخص کو مجتہد جاننا آپ ہی جیسے فاضل اجہل کاکام ہے ایمان

[1] مبدء و معاد مجدد الف ثانی مطبع مجددی امر تسر انڈیا ص ۳۷

سے کہنا قرونِ ثلثہ میں کبھی کسی کا کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا اور وہ جو فرمائے اس پر عمل کرنا ہوا یا نہیں، بے شک ہوا اور ہر قرن میں ہوا اور شب و روز ہوتا رہا، اور تقلید کس چیز کا نام ہے، اگر کبھی خواب میں بھی کتبِ حدیث کی ہوا لگی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ عوام و علماء کا یہ استفتاء وافتاء نہ صرف زمانہ صحابہ بلکہ زمانہ رسالت سے ہمیشہ رائج رہا۔

**ضرب ۲۳۷:** اہل زمانہ غیر مقلدین کے بارے میں سوال کریں کہ ان کے پیچھے نماز کیسی ہے؟ علمائے سنت جواب فرمائیں کہ ممنوع و مکروہ ہے، اس سوال و جواب کو ائمہ مجتہدین پر حمل کرنا، جہالت نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ حرامزدگی ہے، غیر مقلد اس طائفہ تالفہ ضالہ حائفہ کا نام ہے جو بتقلیدِ شیطانِ لعین تقلیدِ ائمہ دین سے انکار رکھتا ہے، مقلدین ائمہ کو مشرک کہتا ہے اپنے ہر خر نا مشخص کو بے اتباع ارشادات ائمہ اپنی عقل ناقص پر چلنے کا حکم دیتا ہے ناموں کے معانی لغوی لے کر غیر مسمّٰی پر حمل کرنا کیسی حماریت کبری ہے، یہ وہی مثل ہوئی کہ قارورے کو قارورہ کیوں کہتے ہیں اس لیے کہ اس میں پانی کا قرار ہے تو تمہارا پیٹ بھی قارورہ ہوا کہ اس میں بھی پانی کا قرار ہوتا ہے۔ جرجیر کو جرجیر کیوں کہتے ہیں اس لیے کہ وہ تجرجر یعنی حرکت کرتا ہے تو تمہاری داڑھی بھی جرجیر ہوئی کہ اسے بھی جنبش ہوتی ہے۔

**ضرب ۲۳۸:** اگر بفرض باطل لفظ غیر مقلدین ائمہ مجتہدین کو بھی شامل مانیے تو لفظ کے مصداق جب دو قسم ہوں ایک محمود، دوسری مذموم، اور محمود زمانہ سلف میں تھے اب تنہا مذموم باقی ہیں تو اب حکم مذمت میں قید و تخصیص کی ضرورت نہیں ہر عاقل کے نزدیک حکم انہیں موجودین کے لیے ہوگا اسے عام سمجھنے والا یا مکابر سرکش ہے یا مسکین بارکش، مثلاً ہر مسلمان کہتا ہے کہ یہود و نصارٰی کافر ہیں اس پر شخص جو اعتراض کرے کہ زمانہ موسوی کے یہود، عصرِ عیسوی کے نصارٰی کہ دین حق پر قائم تھے مومنین تھے تم نے سب کو کافر کہہ دیا، تو یہ معترض انہیں دو حال سے خالی نہیں یا حرامزادہ وہ شریر ہے یا خر مسکین۔

**قولہ:** تقلید ایک امر مستحدث ہے اور چوتھی صدی میں ایجاد ہوئی۔

**اقول: ضرب ۲۳۹:** سخت جھوٹے ہو بلکہ تقلید واجب واجب شرعی ہے، قرآن و حدیث نے لازم کی، زمانہ رسالت سے رائج ہوئی، قال اللہ تعالٰی:

| | |
|---|---|
| "فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۟" [1]۔ | اہلِ ذکر سے پوچھو اگر تم خود نہیں جانتے۔ (ت) |

وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم:

[1] القرآن الکریم ۱۶/۴۳ و ۲۱/ ۷

| | |
|---|---|
| الاسألوا اذلم یعلموا فانما شفاء العی السؤال[1]۔ | انہوں نے خود نہ جاننے پر پوچھا کیوں نہیں کیوں کہ عاجز کا علاج پوچھنا ہے۔(ت) |

ہاں تمہارے طائفہ گمراہ کی غیر مقلدی بہت نوپیدا حدث ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی نے بارھویں صدی میں نکالی، دیکھو سردار علمائے مکہ معظمہ شیخ العلما حضرت سیدنا احمد زین قدس سرہ کا رسالہ الدرر السنیہ فی الرد علی الوھابیہ۔

**ضرب ۲۴۰:** ہم اہلسنت کو ان گمراہوں سے نزاع اولاً تقلید کو شرک بتانے، ثانیاً اس کے حرام ٹھہرانے، ثالثاً بے لیاقت اجتہاد اس کا ترک جائز بتانے میں ہے، یہ چالاک عیار تینوں کو چھوڑ کر تقلید شخصی میں الجھنے لگتے ہیں، یہ ان مکاروں کا قدیم طریقہ جان بچانے کا ہے، یہ نئی پرواز کے پٹھے بھی یہی چال چلے پھر بھی چوتھی صدی جھوٹ بنالی، ان کے شیخ مقتول اسمٰعیل مخذول کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ انصاف میں انصاف کرگئے کہ:

| | |
|---|---|
| بعد المائتین ظھر بینھم التمذھب للمجتھدین باعیانھم وقل من کان لایعتمد علی مذھب مجتھد بعینہ وکان ھذا ھو الواجب فی ذٰلک الزمان[2]۔ | یعنی دو صدی کے بعد خاص ایک مجتہد کے مذہب کا پابند بننا اہل اسلام میں ظاہر ہوا کہ کم ہی کوئی شخص تھا جو ایک امام معین پر اعتماد نہ کرتا ہو اور یہی واجب تھا اس زمانے میں۔ |

**قولہ:** اور جو بات امورِ دین میں بعد قرونِ ثلٰثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے **وکل بدعۃ ضلالۃ**۔

**ضرب ۲۴۱:** جیسی تمہاری غیر مقلدی کہ تین چھوڑ بارھویں قرن میں قرن الشیطان کے پیٹ سے نکلی،

**ضرب ۲۴۲:** شیر کے بن میں ڈکرانے والا بیل اپنی موت اپنے منہ مانگتا ہے، اللہ تعالٰی کے لیے مکان ثابت کرنا بتا تو دے کہ قرون ثلٰثہ میں کس نے مانا، تو تیرا قول بدتر از بول تیرے ہی منہ سے بدعت وضلالت وفی النار اور تو بدعتی گمراہ مستحق نار ہے۔

**ضرب ۲۴۳:** اللہ عزوجل کے احاطہ ذاتیہ کا انکار قرون ثلٰثہ میں کس نے کیا، یہ بھی تیری بدعت و

[1] سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجذور یتیمم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۴۹

[2] رسالہ انصاف شاہ ولی اللہ باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ الخ مکتبہ دار الشفقت استنبول ترکی ص ۱۹

ضلالت ہے۔

**ضرب ۲۴۴:** صفاتِ الٰہیہ میں صرف علم کو محیط ماننا جس سے اس کی قدرت، اس کے سمع اس کی بصر، اس کی مالکیت، اس کی خالقیت کے احاطے کا انکار ثابت ہوتا ہے، قرونِ ثلثہ میں کون اس کا قائل تھا، یہ بھی تیری گمراہی و بدمذہبی ہے۔

**ضرب ۲۴۵:** استواء کے وہ تین معنی کہنا اور ان کے سوا چوتھے کو بدعت بتانا قرون ثلثہ میں کس کا قول تھا۔ یہ بھی تیری ضلالت و بددینی ہے۔

**ضرب ۲۴۶:** فضائلِ اعمال کے ثبوت کو حدیث صحیح میں منحصر کردینا قرون ثلثہ میں کس کا مذہب تھا، یہ بھی تیری بدعت جسارت و بدزبانی ہے۔

**ضرب ۲۴۷:** بدعت کے یہ معنی لینا کہ جو بات امورِ دین میں بعد قرونِ ثلثہ کے حادث ہوئی اور اسے بالاتفاق بدعتِ ضلالت کہنا اُمتِ مرحومہ پر افتراء ہے، اس کی تحقیق علماء اہلسنت اپنی تصانیف کثیرہ میں فرماچکے، وہ بحث لکھئے تو دفتر طویل ہو، اور پھر مخاطب ناقص العقل کیا قابلِ خطاب، مگر مدعی اپنے اس دعوی اطلاق پر امت کا اتفاق مسند معتمد سے دکھائے ورنہ اپنی جہالت و ضلالت کا آپ سر کھائے۔

**قولہ:** مفتی بریلی جو تقلید کو امر دینی سمجھتا ہے یقینی مبتدع ہوا اور اس کے فتوے کے مطابق اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہوا کما ھو ظاہر افسوس کہ اس نادان دوست نے اپنے ائمہ رحمہم اللہ تعالٰی کے پیچھے بھی نماز پڑھنے کو ناجائز کردیا ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی
گو مشتِ خاکِ ماہم بر باد رفتہ باشد

**نعوذ باللہ من ھفواتہ۔**

مجھے خوشی ہے کہ تم رقیبوں سے دامن بچا کر گزر گئے اگرچہ میری مشتِ خاک بھی برباد ہوگئی، اللہ تعالٰی اس کی بے ہودہ باتوں سے بچائے۔ (ت)

**ضرب ۲۴۹:** ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ... میلش اندر طعنہ پاکاں زند

(جب اللہ تعالٰی کسی کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو پاک لوگوں پر طعنہ میں اسے مشغول کردیتا ہے۔ ت)

مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ لفظ مبتدع کے مستحق معاذ اللہ علمائے اہلسنت میں یا یہ بددین گمراہ کہ اللہ کو مکانی مانتا

جسمانی جانتا اس کی قدرت و سمع وبصر و خالقیت ومالکیت وغیرہا کو محیط نہیں سمجھتا ائمہ دین سے باقرار خود رقابت رکھتا ہے عیاذًا باللہ وہ مبتدع ہیں یا اس وہابیہ کے نئے پٹھے کا پرانا گرو گھنٹال شیخ مقتول اسمٰعیل مخذول جس کے کفریات میں رسالہ مبارکہ الکوکبۃ الشھابیۃ علی کفریات ابی الوھابیۃ تصنیف ہوا اور علمائے عرب وعجم نے اس کے ضلال بلکہ علمائے حرمین طیبین نے اس کے کفر پر فتوٰی دیا، یہاں اسے یہ دکھانا ہے کہ جب تقلید کو امر دینی سمجھنے والا معاذاللہ مبتدع ہوا تو اب شاہ ولی اللہ کی خبریں کہیے جو نہ مطلق تقلید بلکہ دوصدی کے بعد خاص تقلید شخصی کو واجب کہتے ہیں جس کی عبارت ابھی گزری۔

**ضرب ۲۵۰:** اور جناب مجددیت مآب کی نسبت کیا حکم ہوگا جو تقلید نہ مطلق تقلید بلکہ خاص تقلید شخصی کو ایسا سخت ضروری و مہم ترامر عظیم دینی مانتے ہیں کہ اس کے ترک کو الحاد و بے دینی جانتے ہیں، عبارت اوپر گزری، اور سنئے کہ وہ صحیح و مستفیض حدیثوں کو فقہی روایت کے مقابل نہیں سنتے اور روایت بھی کیسی کہ خود مختلف آئی اور اختلاف بھی کیسا کہ اپنے ہی ائمہ کا فتوٰی تک مختلف امام محمد کی کتاب میں خود اس کے خلاف، اور حدیثوں کے مطابق اپنا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب مذکور کہ التحیات میں اشارہ کیا جائے اور اس پر بھی ائمہ فتوٰی نے دیا مگر صرف اس بنا پر کہ یہ روایت ہمارے امام سے مشہور نہیں احادیث پر عمل کرنا جائز نہیں بتاتے، اس سے بڑھ کر تقلید اور وہ بھی خاص شخصی کو دینی ضروری سمجھنا اور کیا ہو سکتا ہے، مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۱۲ میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| مخدوما احادیث نبوی علٰی مصدرہا الصلوۃ والسلام درباب جواز اشارت سبابہ بسیار وارد شدہ اند وبعضے از روایات فقہیہ حنفیّہ نیز دریں باب آمدہ وانچہ امام محمد گفتہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یشیر ونصنع کما یصنع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم قال ھذا قولی و قول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما از روایاتِ نوادرست مامقلدان رانمی رسد کہ بمقتضائے احادیث عمل نمودہ جرأت دراشارت نمائیم | اے ہمارے مخدوم! تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کی کثیر احادیث وارد ہیں اور بعض حنفی حضرات کی اس بارے میں روایات فقہیہ بھی آئی ہیں، اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اشارہ فرماتے تھے اور ہم وہ کریں گے جو نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کرتے تھے۔ پھر انہوں نے فرمایا میرا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا یہی قول ہے، تو یہ نادر روایات میں سے ہے، تو ہم مقلد لوگوں کو براہِ راست حدیث پر عمل نہیں کرنا چاہیے، کہ اشارہ کرنے کی جرات کریں، |

| | |
|---|---|
| اگر گویند کہ علمائے حنفیہ برجواز اشارت نیز فتوٰی دادہ اند گویم ترجیح عدمِ جواز راست اھ ملتقطاً۔[1] | اگر کہا جائے کہ حنفی علماء نے اشارہ کے جواز پر فتوے دیا ہے تو میں کہوں گا کہ ترجیح عدمِ جواز کو ہے اھ ملتقطاً (ت) |

اب مبتدعی کہ خبریں کہیے اور تقریر سابق بھی یاد رکھیے کہ ان کی شان میں کوئی کلمہ کہا اور ساتھ لگے شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز صاحب بھی گئے اور بلاپس ہو تینوں کو جانے دو وہ سب میں چہیتے اسمٰعیل جو گئے اور ان کے صدقے گیہوں کے گھن، اور تمہارے سب طائفے والے جہنم بدعت وضلالت کے قعر میں پہنچے، افسوس کہ اس نامرد ہاتھی نے اپنی ہی فوج کا زیاں کیا اس کچی پیندی نے اپنے سفرہ و دستار خوان کا نقصان کیا، اسمٰعیل اور سارے طائفہ مردود و ذلیل کو بدعتی گمراہ جہنمی مان لیا ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز کر دیا۔

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی گو جائے ذکر ماہم آں تنگ دل ندارد

(مجھے خوشی ہے کہ تم رقیبوں سے دامن بچا کر گزر گئے، اگرچہ ہمارے ذکر پر بھی وہ تنگ دل نہیں ہوتے۔ ت)

| | |
|---|---|
| نعوذ باللہ من ھفواتہ وھمزات اسمعیل وہناتہ رب انی اعوذبك من ھمزات الشیطین، واعوذبك ان یحضرون ○ واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ والسلام علٰی سید المرسلین سیدنا محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین امین! | ہم اللہ تعالٰی کی پناہ چاہتے ہیں اس کے لغویات اور اسمٰعیل کی وسوسہ انگیزیوں اور باعثِ شرم باتوں سے۔ اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان کی وسوسہ انگیزیوں سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں شیطانوں کی حاضری سے، اور ہماری آخری بات یہ ہے تمام حمدیں اللہ تعالٰی رب العالمین کے لیے ہیں، اور صلوۃ وسلام ہو، رسولوں کے سردار ہمارے آقا محمد اور انکی آل واصحاب سب پر، آمین (ت) |

الحمد للہ کہ یہ مختصر اجمالی جواب پانزدہم شہر النور والسرور ماہِ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۸ھ ہجریہ قدسیہ علٰی صاحبہا الصلوۃ و التحیہ کو باوصف کثرتِ کار وہجوم اشغال تعلیم وتدریس و مجالس مبارکہ میلاد سراپا تقدیس وقت فرصت کے قلیل جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ قوارع القھار علی المجسمۃ الفجار ۱۳۱۸ھ

[1] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۳۱۲ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۴۸ تا ۴۵۱

نام ہوا اس التزام کے ساتھ کہ مسئلہ مکان میں صرف اسی شخص کی سند گنائی ہوئی کتابوں کی عبارتیں پیش کروں گا، عدد ڈھائی سو ضرب تک پہنچا اور اس کی مستند کتابوں میں بھی تفسیر ابن کثیر موجود نہ تھی ورنہ ممکن تھا کہ عدد اور بڑھتا، یونہی کتاب العلو مضطرب منہافت اور اس کے علاوہ پاس بھی نہ تھی اور اگر قلم کو اس مخالف کی اس قدر جائے تنگ میں محصور نہ کیا جاتا تو ضربوں کی کثرت لطف دکھاتی، پھر بھی اُن معدود سطور پر ڈھائی سو کیا کم ہیں۔ وباللہ التوفیق، واللہ سبحنہ وتعالٰی الھادی الی سواء الطریق وصلی اللہ تعالٰی علی النبی الکریم محمد واٰلہ وبارك وسلم امین۔

**مسئلہ ۵۲:** از شہر مدرسہ اہلسنت و جماعت منظر اسلام مسئولہ مولوی اکبر حسن خان رامپوری طالب علم مدرسہ مذکور ۱۶ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

کمترین خدمت خدامان حضرت میں عارض ہے انگریزوں کے یہاں بدلائل عقلیہ ثابت ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اور یہ جو نیلگوں شے محسوس ہوتی ہے وہ فضا ہے، اور اختلافِ لیل و نہار سب حرکت ارض ہے۔ اور نہ ستاروں کی حرکت ہے، ہر ستارہ کی کشش دوسرے کو روکے ہوئے ہے جس طرح مقناطیس امید کہ کوئی قوی دلیل عقلی و نقلی وجودِ آسمان پر افادہ فرمائی جائے۔

**الجواب:**

وجود آسمان پر آسمانی کتابوں سے زیادہ کیا دلیل درکار ہے تمام آسمانی کتابیں اثبات وجودِ آسمان سے مالا مال ہیں، قرآن عظیم میں تو صدہا آیتیں ہیں جن میں آسمان کا ابتداء میں دھواں ہونا بستہ چیز پھر رب العزت کا اسے جدا جدا کرنا پھیلانا، سات پر بنانا، اس کا چھت ہونا اس کا نہایت مضبوط بنائے مستحکم ہونا، اس کا بے ستون قائم ہونا، اللہ تعالٰی کا اسے اور زمین کو چھ دن میں بنانا، روز قیامت اس کا شق ہونا، اٹھا کر زمین کے ساتھ ایک بار ٹکرا دیا جانا، پھر اس کا اور زمین کا دوبارہ پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ صاف روشن ارشاد ہیں کہ ان کا انکار نہیں کرسکتا مگر وہ جو اللہ ہی کا منکر ہے، نیز قرآن عظیم میں جابجا یہ بھی تصریح ہے کہ جو ہم کو نظر آرہا ہے یہی آسمان ہے تو اس میں گمراہ فلسفیوں کا رد ہے جو آسمانوں کا وجود تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہ نظر نہیں آسکتے یہ جو ہمیں دکھائی دیتا ہے کہ کرہ بخار ہے۔ ان نصرانیوں اور ان یونانیوں سب بطلانیوں کے رد میں ایک آیہ کریمہ کافی ہے کہ:

| | |
|---|---|
| "اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَھُوَ اللَّطِیْفُ | کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک |